حقوقِ اولاد

مؤلف
علامہ محمد شریف کمالوی
ایم اے (عربی، علوم اسلامیہ، اسپیشل ایجوکیشن) فاضل منہاج یونیورسٹی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

Marfat.com

حقوقِ اولاد

مؤلف

علامہ محمد شریف کمالوی

ایم اے (عربی علومِ اسلامیہ ایجوکیشن)

فاضل منہاج یونیورسٹی

ناشر

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

111065

﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	———	حقوقِ اولاد
مصنف	———	علامہ محمد شریف کمالوی
تعداد صفحات	———	۱۲۰
اوّل ایڈیشن	———	اگست ۲۰۰۸ء
ایڈیشن دوم	———	جون ۲۰۱۰ء
کمپوزنگ	———	ورڈز میکر
مطبع	———	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت	———	90 روپے

ملنے کے پتے

منہاج القرآن پبلی کیشنز یوسف مارکیٹ' اُردو بازار لاہور

منہاج القرآن سیل سنٹر 365M ماڈل ٹاؤن لاہور

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
۶	کلمات تشکر
۷	انتساب
۸	تقریظ از قاری محمد سلیم قادری (فاضل منہاج یونیورسٹی لاہور)
۹	تقریظ از غلام سرور قادری کمالوی (فاضل حزب الرحمٰن اسلامی اکادمی دربار قادر بخش شریف کمالیہ)
۱۰	مقدمہ
۱۳	اہمیت موضوع
۱۶	مقاصد تحقیق
	باب نمبر 1
	حق کا معنی و مفہوم
۱۹	قرآن میں لفظ حق کا استعمال
۲۲	حدیث میں لفظ حق کا استعمال
۲۳	فقہاء کے نزدیک حق کی تعریف
۲۳	مسلم مفکرین کے نزدیک حق کی تعریف
۲۴	غیر مسلم مفکرین کے نزدیک حق کی تعریف
۲۵	ماہرین قانون کے نزدیک حق کی تعریف
۲۶	بنیادی انسانی حقوق

Marfat.com

اسلامی اور مغربی بنیادی حقوق کا موازنہ ۲۸
قبل از ظہور اسلام اولاد کے حقوق ۳۰

باب نمبر 2

قبل از پیدائش حقوق

۱- اللہ تعالیٰ سے صالح اولاد کی دعا کرنا ۳۴
۲- حقِ زندگی ۳۵
۳- حقِ وراثت ۳۷
۴- حقِ وصیت ۳۷
جنین ۳۸
۵- حقِ وقف ۴۳
۶- تاخیر اقامت حد کا حق ۴۴
۷- حقِ نفقہ ۴۷

باب نمبر 3

بعد از پیدائش اولاد کے حقوق

۱- حقِ زندگی ۴۸
نوزائیدہ بچے کے امراض اور مسائل ۵۰
روزمرہ دیکھ بھال ۵۶
۲- اولاد کو گھٹی دینے کا حق ۶۰
۳- حقِ عقیقہ ۶۱
عقیقہ کی بعض رسموں کا بیان ۶۴
۴- حقِ ختنہ ۶۵
۵- حقِ رضاعت ۶۶

Marfat.com

۶-حقِ پرورش ۶۸
بچوں کی حفاظت ۷۲
۷-تعلیم وتربیت کا حق ۷۶
۸-شفقت ورحمت کا حق ۷۸
۹-عدل کا حق ۷۹
۱۰-حقِ یتیم ۸۱
۱۱-حقِ لقیط ۸۶
۱۲-حقِ نان ونفقہ ۸۷
۱۳-حقِ دُعا ۸۸
۱۴-جنت میں اولاد کا والدین سے ملنے کا حق ۸۹
۱۵-حقِ تربیت ۹۴
۱۶-حقِ اسم ۹۵
۱۷-حقِ نسب ۹۹
۱۸-حقِ زواج ۱۰۱
نکاح میں حقِ رضا ۱۰۲
نکاح میں لڑکی کی اجازت کا حق ۱۰۴
عاق کرنا جائز نہیں ۱۰۵
حاصلِ کلام ۱۰۷
انٹرویوز ۱۱۳
کتابیات ۱۱۶

Marfat.com

کلمات تشکر

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ان گنت بار شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے مجھ ناچیز کو قلم اٹھانے کی توفیق عنایت فرمائی۔

میں اپنے تمام اساتذہ کرام خصوصاً سربراہ شعبہ تحقیق و تدوین محترم پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد صاحب اور اپنے نگران مقالہ محترم پروفیسر شبیر احمد جامی صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے بے شمار مصروفیات کے باوجود میری رہنمائی فرمائی اور میں جب بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ہر موڑ پر شفقت فرماتے ہوئے میری مدد فرمائی اور ہمیشہ میرا حوصلہ بڑھاتے رہے۔

علاوہ ازیں میں اپنے تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری رہنمائی فرمائی، خصوصاً محترم حکیم منیر احمد شکوری، محترم محمد شکیل انجم، محترم سہیل محمود، محترم شاہد رضا، علامہ محمد سلیم قادری، قاری امتیاز درویش، مخدوم قاسم شاہد، محمد نواز قادری اور سیّد محمد شجاعت رسول قادری کا جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل تک میری معاونت فرمائی۔

حافظ محمد شریف

(گولڈ میڈلسٹ)

ایم اے عربی، ایم اے علومِ اسلامیہ

ایم اے سپیشل ایجوکیشن

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ
لاہور پاکستان

انتساب

اپنے والدین

اور تمام

اساتذہ

کے نام

Marfat.com

تقریظ

قاری محمد سلیم قادری فاضل منہاج یونیورسٹی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین

عزیزم برادرم جناب علامہ حافظ محمد شریف کمالوی نوجوان سکالر ہیں' جنہوں نے ''حقوقِ اولاد'' کے موضوع پر بڑی جامع کتاب لکھی ہے۔ یوں تو ''حقوقِ اولاد'' کے موضوع پر بہت سی کتب زیر مطالعہ رہتی ہیں لیکن اولاد کے حقوق پر یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ ان کی یہ کاوش کس حد تک کامیاب ہے اس کا اندازہ کتاب کے مندرجات اور عنوانات سے لگایا جاسکتا ہے جو عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر قائم کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب ایک اہم دستاویز کا درجہ رکھتی ہے اسے ہر گھر کے دارالمطالعہ کی زینت ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ عزیزم حافظ محمد شریف کمالوی کے قلم میں اور زیادہ زور عطا فرمائے۔

قاری محمد سلیم قادری

یکم جولائی ۲۰۰۸ء

Marfat.com

تقریظ

مفتی غلام سرور قادری

(فاضل حزب الرحمٰن اسلامی اکادمی دربار قادر بخش شریف کمالیہ)

محترم المقام' عزت مآب جناب علامہ حافظ محمد شریف کمالوی صاحب کی کتاب ''حقوقِ اولاد'' کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھنے کا موقع ملا۔ تسکین قلب کا عظیم سرمایہ میسر ہوا۔

مزید برآں مسرت کے لمحات اس لئے بڑھے کہ حقوق والدین پر کافی مصنفین نے قلم اٹھایا لیکن حقوق اولاد ابھی تک تقریباً تشنۂ تکمیل تھا۔

فاضل نوجوان نے اس پر قلم فرسائی کر کے تمام نوجوانِ امت کے قلوب کی تسکین کا سامان کیا۔

حقیقت ہے کہ اگر کسی قوم وملت میں ایسے نوجوان ہوں تو وہ ہمیشہ ترقی کی منازل کو چھوا کرتی ہیں۔

جس کو قلندر لاہوری نے یوں بیان کیا تھا ۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں میں خودی صورتِ فولاد

اللہ تعالیٰ ان کے علمی و ادبی شہ پاروں کو عروجِ بام تک پہنچائے اور موصوف کو مزید دینِ متین اور مسلکِ حقہ ترویج و ترقی اور اشاعت میں کام کر کے اپنی منعم ہستیوں میں شامل ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

فقط: مفتی غلام سرور قادری کمالوی

(ایم اے علوم اسلامیہ' ایم اے عربی' ایم اے اُردو بی ایڈ پنجاب لاہور)

Marfat.com

مقدمہ

بنیادی طور پر حقوق کی دو اقسام ہیں۔

۱۔حقوق اللہ ۲۔حقوق العباد

حقوق اللہ:

حقوق اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں جو انسانوں کے فرائض میں شامل ہیں۔ مثلاً عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور لوگوں کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور بندوں کا یہ فرض ہے۔

حقوق العباد:

بندوں کے بندوں کے ساتھ جو تعلقات ہیں ان میں حقوق و فرائض کا بڑا عمل دخل ہے۔

حقوق العباد سے مراد "بندوں کے حقوق" ہیں۔ ایک انسان کا فرض دوسرے انسان کا حق ہوتا ہے۔ مثلاً استاد اور شاگرد کے درمیان اس طرح کا تعلق ہے کہ جو استاد کے حقوق ہیں وہی شاگرد کے فرائض ہیں اور جو شاگرد کے حقوق ہیں وہی استاد کے فرائض میں شامل ہیں۔

حقوق اللہ کا صرف ایک پہلو ہوتا ہے یعنی ان کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہوتا ہے۔ حقوق العباد کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی طرف اور دوسرے پہلو اس بندے کی طرف جس کا وہ حق ہوتا ہے۔

Marfat.com

مثلاً: والدین کے حقوق پورے کرنا اولاد کا فرض ہے۔ اور ادھر یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اسی طرح اولاد کے حقوق پورے کرنا والدین کا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

"گناہ اور جرم":

حقوق اللہ میں نافرمانی کرنا گناہ ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ جبکہ حقوق العباد میں نافرمانی کرنا گناہ بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے اور دوسری طرف جرم بھی کیونکہ بندے کا حق پورا نہیں کیا اور یہ جرم اس بندے کی معاف کرنے سے ہی معاف ہوگا جس کے حقوق میں بے وفائی کی گئی ہے۔ مثلاً ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دوسرے مسلمان کی جان کی حفاظت کی جائے لیکن اگر کوئی قتل کر دیتا ہے تو ایک طرف اس نے مقتول کے حقوق پورے نہیں کیے۔ خلاف ورزی کی ہے اور یہ اس کا جرم ہوگا۔ دوسری طرف اس قاتل نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے جو گناہ ہے۔ اب جرم کی سزا الگ ہے اور گناہ کی سزا الگ ہے جرم کی سزا معاف ہوگی اگر مقتول کے ورثاء معاف کر دیں اور گناہ کی سزا تب معاف ہوگی جب اللہ تعالیٰ سے توبہ کی جائے۔

اس موضوع "اولاد کے حقوق" کو منتخب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ والدین کے حقوق پر بہت زور دیتے ہیں اور والدین کے حقوق پر بہت سی کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن ہمارے علماء اس چیز کو بھول گئے ہیں کہ اگر اولاد کے حقوق پورے کیے جائیں گے تو وہ اپنے فرائض بھی پورے کریں گے۔ جب اولاد کے حقوق پورے کیے گئے تو وہ اپنے فرائض پورے کریں گے اور یہی والدین کے حقوق ہیں۔

یہ حدیث عام مشہور ہے اور بیان بھی کی جاتی ہے کہ والدہ کے قدموں تلے جنت ہے ہاں ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر دو بچیوں کی اچھی تربیت کی جائے اور ان کے حقوق پورے کیے جائیں تو جنت بھی ملے گی اور آقا کی سنگت بھی ملے گی کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ

Marfat.com

وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ ۔ (۱)

جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ گئیں وہ قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان انگلیوں کے طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد پاک ہے۔

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ ط وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ (۲)

تمہارے مال اور تمہاری اولاد محض آزمائش ہی ہیں۔ اور اللہ کی بارگاہ میں بہت بڑا اجر ہے۔

حقوق العباد میں جتنے لوگ شامل ہیں اللہ تعالیٰ نے سوائے اولاد کے اور کسی کو بھی آزمائش اور امتحان نہیں فرمایا صرف اولاد کو ہی امتحان فرمایا گیا ہے۔ اور والدین کے لیے یہاں سے باقی لوگوں کے حقوق کی نسبت اولاد کے حقوق کی اہمیت واضح ہو رہی ہے۔ اس آیت کریم میں جو فرمایا گیا ہے کہ تمہارے لیے مال اور اولاد آزمائش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اجر ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ اگر مال اور اولاد کے حقوق پورے کیے جائیں تو یہ عظیم اجر حاصل ہوگا۔ مال کے حقوق سے مراد مال کو درست جگہ پر خرچ کیا جائے اور اولاد کے حقوق کے بارے میں کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلۃ والاداب، رقم: ۴۷۶۵

(۲) التغابن، ۶۴: ۱۵

Marfat.com

اہمیت موضوع

اسلام وہ دین فطرت ہے جس نے بنی نوع انسان کو ایک مکمل ضابطہ حیات (Complete code of life) دیا ہے۔ پیغمبر انقلاب حضرت محمد ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے منشور اعظم کا اعلان فرمایا تاریخ اس یادگار خطبے کو انسانی حقوق کے اولین چارٹر کے نام سے یاد کرتی ہے۔

قرآن مجید میں یہ ارشاد باری تعالی ہے۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّافِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ (۱)

اور نہ کوئی تر چیز ہے اور نہ کوئی خشک چیز مگر روشن کتاب میں سب کچھ لکھ دیا گیا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (۲)

اور ہم نے آپ پر وہ عظیم کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کا بڑا واضح بیان ہے۔

عصر حاضر میں ہر دوسرا شخص پریشان نظر آتا ہے اور ان میں اکثر ایسے لوگ ہیں جو اولاد کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔

جس کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) الانعام، ۶:۵۹

(۲) النحل، ۱۶:۸۹

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (۱)

اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو اسے پختہ کرنے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُن رشتوں کو جن کے متعلق حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ انہیں جوڑا جائے اور فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں زمین میں یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور ان کے لیے بُرا گھر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ (۲)

نصیحت صرف وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔ وہ جو پورا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو اور نہیں توڑتے پختہ وعدہ کو اور جو لوگ جوڑتے ہیں اسے جس کے متعلق حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جوڑا جائے اور ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے اور خائف رہتے ہیں۔

یہ آیات اپنے عموم کے اعتبار سے تمام ان امور پر حاوی ہیں جن کے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول کریم ﷺ نے حکم دیا ہے۔ تمام آسمانی کتب اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لانا ملت اسلامیہ کے ساتھ ہمدردی اور اس کے لیے ایثار اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سب اس میں درج ہیں لیکن اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ یہ آیات قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی حسن معاملہ اور ان کی ایذاء رسانی کے باوجود ان سے محبت و پیار پر خصوصی دلالت کرتی ہے اور اس کی اہمیت سے کوئی ہوشمند

(۱) الرعد، ۱۳: ۲۵

(۲) الرعد، ۱۳: ۱۹، ۲۰، ۲۱

Marfat.com

انکار نہیں کر سکتا۔ اگر کسی خاندان کے افراد میں باہمی محبت ہو گی ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور فراخدلی کے جذبات پائے جائیں گے تو اس کے افراد رنج و غم کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے مونس و غمخوار ہوں گے اور فرحت و سرور کے لمحوں میں شریک ہو کر خاندان کی خوشیوں کو دوبالا کرنے کا موجب ہوں گے لیکن جس خاندان میں محبت کی جگہ عداوت لے لے جب ایک عزیز اپنے عزیز کا ایک بھائی اپنے بھائی کا بدخواہ بن جائے تو دماغی سازشی شروع ہو جاتی ہے۔

اس کی ذہانت کوئی مفید کام کرنے کی بجائے تخریبی منصوبے بناتی ہے اس کے وسائل اس کا سرمایہ اور اس کی قوتیں اسی خاندان کی بنیادوں کو اکھڑنے میں صرف ہو جاتی ہیں۔ بھائی بھائی کو سہارا دینے کی بجائے ایسی فرصت کی تاڑ میں رہتا ہے کہ وہ اسے ایسا دھکا دے کہ پھر وہ سنبھل نہ سکے بے دریغ روپیہ بڑی عزیز عمریں اور بڑی نادر صلاحتیں اسی ادھیڑ بن میں برباد ہوتی ہیں۔ یہ نوبت اس وقت آتی ہے۔

جب ہم اپنے فرائض ادا نہیں کرتے اور حقوق کی جنگ لڑتے ہیں اگر ہر بندہ اپنے اپنے فرائض پورے کرے تو کسی کو حق حاصل کرنے کے لیے تگ و دو نہیں کرنی پڑے گی بلکہ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حقوق خود ملتے جائیں گے کیونکہ جو ایک بندے پر فرائض ہوتے ہیں وہی دوسرے کے حقوق ہوتے ہیں۔

سرکار دو جہاں ﷺ نے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ اِذَا اَنْ قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا (۱)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صلہ رحمی کے بدلہ میں ایسا کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اگر اس سے قطع تعلقی کی جائے تو پھر بھی وہ اس کو

۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الادب، رقم، ۵۵۳۲، احمد، رقم، ۶۲۳۸

Marfat.com

جوڑتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُوَلِّيَ (۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهِ اَرْحَامَكُمْ فِيْ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَاةٌ فِي الْعُمُرِ (۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنا شجرہ نسب سیکھا کرو تاکہ تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرسکو صلہ رحمی کی وجہ سے خاندان میں محبت، مال میں زیادتی اور عمر میں طوالت اور ڈھیل ہے۔

مقاصد تحقیق

اولاد کے حقوق کے بارے میں قرآن مجید سے تحقیق کرنے کے درج ذیل مقاصد ہیں۔

۱۔ حقوق کے معنی و مفہوم واضح کرنا۔

۲۔ والدین کو اولاد کے حقوق سے روشناس کرنا۔

۳۔ والدین کو اولاد کی تربیت کرنے کی اہمیت واضح کرنا۔

۴۔ والدین کے فرائض واضح کرنا۔

۱۔ مسلم الصحیح، کتاب البر والادب، رقم: ۲۵۵۲

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ، رقم، ۱۹۰۲

Marfat.com

۵- والدین کو پریشانیوں سے بچانا۔

۶- عاق ناموں کا خاتمہ کرنا۔

۷- اولاد اور والدین کے تعلق کو واضح کرنا۔

۸- امت مسلمہ کو قرآن کی طرف راغب کرنا۔

۹- اولاد کے حقوق پورے کرنے کے فوائد واضح کرنا۔

۱۰- اسلام کے نظام حقوق و فرائض سے آگاہی۔

۱۱- یہ کہ والدین احسن طریقے سے اولاد کی تربیت کر سکیں۔

۱۲- تربیت یافتہ لوگوں سے اچھے معاشرے کا قیام۔

Marfat.com

باب نمبر 1

حق کا معنی ومفہوم

معنی ومفہوم:

لفظ حق اپنے استعمال کے لحاظ سے بے شمار معانی ومفاہیم اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اسی وسعت کے پیش نظر اہل لغت اور ماہرین نے اس کے مختلف معانی بیان کیے ہیں۔ جس سے لفظ حق کی مختلف مواقع پر استعمال ہونے اور مختلف معانی میں استعمال ہونے کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

الحق (ج) حقوق ضد الباطل یقال لحق لا آتیك (۱)

الحق سچائی، راستی، یقین انصاف۔ ثابت شدہ نصیب مال (ج) حقوق کہا جاتا ہے۔ ھو حق بکذا وہ اس کے لائق ہے۔(۲)

(ح ق ق) الحق : ضد الباطل والا مر المقضی و العدل والا سلام و المال و الملك والموجود الثابت والصدق والموت ولحزم و واحد الحقوق .(۳)

والحق واحد الحقوق قال الازھری کانھا اوجب اخص تقول ھذہ حقی وفی الحدیث انه اعطی کل ذی حق حقه ولا وصیه لوارث . (۴)

۱۔المنجد عربی، صفحہ۱۴۴ ۲۔ا۔المنجد اُردو، صفحہ۲۲۵

۳۔قاموس المحیط، محمد بن یعقوب، صفحہ۷۸۷ ۴۔لسان العرب، ابن منظور (ق ک) صفحہ۶۱

Marfat.com

الحق (حق) کے اصل معنی مطابقت اور مواقفت کے ہیں۔(۱)

حق (ج) حقوق۔ استحقاق ادا کرنا۔(۲)

حق کے معنی ہیں کسی چیز کا اس طرح موجود، واقع اور ثابت ہوجانا کہ اس کے واقع ہونے یا ثابت ہونے سے اس کا انکار نہ کیا جا سکے۔ یعنی کسی چیز کا ٹھوس شکل (Concrete form) میں سامنے آنا یا ثابت (Establish) ہوجانا۔ (۳)

حق کے لیے انگریزی میں (Right) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اس کے مختلف معانی مراد لیے جاتے ہیں۔

Right: Good or Justified true or correct as a fact (4)

☆ قرآن میں لفظ حق کا استعمال:

قرآن مجید میں لفظ حق بے شمار معانی میں استعمال ہوا ہے۔ قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ ہر ہر موقع کی مناسبت سے باریک سے باریک فرق کو واضح کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ لیکن لفظ حق ایک ہی لفظ ہونے کے باوجود کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَ هُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (۵)

الدامغانی لکھتے ہیں کہ یہاں حق سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے۔(۶)

بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَ هُمْ (۷)

۱۔ مفرادت القرآن، صفحہ ۲۵۰، شیخ الحدیث فیروز پوری

۲۔ القاموس الجدید مولانا وحید الزماں، صفحہ ۳۹۵

۳۔ لغات القرآن، جلد دوم غلام احمد پرویز، صفحہ ۵۲۹

4. Oxford Advandceed Leaner's Dictionary P 1011

۵۔ (المومنون ۲۳: ۷۱)

۶۔ (قاموس القرآن، ص ۱۳۹)

۷۔ (ق ۵۰: ۵)

Marfat.com

یہاں حق کا استعمال "القرآن" کے معانی میں ہوا ہے۔ (۱)

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ (۲)

الدامغانی نے یہاں حق سے الاسلام مراد لیا ہے۔ (۳)

جبکہ زاد المسیر میں اس سے متعلق چار اقوال منقول ہیں۔

احدھا :

ان الحق الاسلام (قال الصالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

ولثانی :

ان الحق القرآن

و الثالث :

ان الحق الجھاد

و الرابع :

ان الحق عبادۃ اللہ (۴)

يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللّٰهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ (۵)

یہاں حق سے مراد "العدل" ہے۔ (۶)

بَلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ (۷)

یہاں الحق "التوحید" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (۸)

وَ يَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِیْ وَ رَبِّیْ اِنَّهٗ لَحَقٌّ (۹)

۱۔ (قاموس القرآن، ص ۱۳۹)
۲۔ (الاسراء ۱۷ : ۸۱)
۳۔ (قاموس القرآن، ص ۱۳۹)
۴۔ (الجوزی زاد المسیر ۵/ ۵۷۔۵۸)
۵۔ (النور ۲۴ : ۲۵)
۶۔ (قاموس القرآن، ص ۱۳۹)
۷۔ (الصافات ۳۷ : ۳۷)
۸۔ (قاموس القرآن، ص ۱۴۰)
۹۔ (یونس ۱۰ : ۵۳)

Marfat.com

الحق یعنی الصدق (۱)

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ (۲)

حق بمعنی وجوب (۳)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ (۴)

الحق بعینه الذی لیس بباطل (۵)

وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ (۶)

الحق یعنی الحظ (۷)

امام قرطبی اس سلسلے میں دو قول نقل کرتے ہیں۔

قال قتادہ و ابن سرین الزکاۃ المفروضہ و قال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما " صلہ رحم و حمل کل"

اس کے بعد امام قرطبی لکھتے ہیں "والاول اصح" (۸)

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ (۹)

الحق یعنی الحاجۃ (۱۰)

اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا (۱۱)

قرطبی الحق کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

الحق ای من عذاب اللّٰہ وقیل الحق ھنا الیقین (۱۲)

۱۔ (قاموس القرآن، ص۱۴۰) ۲۔(الاحقاف، ۴۶ : ۱۸)

۳۔ (قاموس القرآن، ص۱۴۰) ۴۔(الحج، ۲۲ : ۶۲)

۵۔(قاموس القرآن، ص ۱۴۰) ۶۔(المعارج، ۷۰ : ۲۴)

۷۔ (قاموس القرآن، ص۱۴۱)

۸۔(ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی الجامع الاحکام القرآن ۱۸/۱۸۸:۱۸۹)

۹۔(ھود، ۱۱ : ۷۹)

۱۰۔(قاموس القرآن، ص۱۴۱)

۱۱۔(یونس، ۱۰ : ۳۶) ۱۲۔(الجامع الاحکام القرآن، ۸/۲۱۹)

Marfat.com

☆ حدیث میں لفظ حق کا استعمال:

احادیث میں بھی لفظ حق کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَایَ الْحَقَّ (۱)

ابن الاثیر نے یہاں الحق سے مراد "رویا صادقۃ" لیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

ای رویا صادقة لیست من اضغاث الاحلام وقیل فقد رآنی حقیقة غیر مشبه . (۲)

عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِه (۳)

یہاں الحق سے "مراد صدق" یعنی سچ ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّ الزَّکَاةَ حَقُّ الْمَالِ (۴)

یہاں حق سے مراد حق دار کا "حصہ" ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ (۵)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ لَهٗ شَیْءٌ یُوْصِیْ فِیْهِ یَبِیْتُ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَ وَصِیَّتُهٗ مَکْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ (۶)

یہاں حق بمعنی وجوب استعمال ہوا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْهِ

۱۔(بخاری، الصحیح کتاب التعبیر، باب من رای النبی فی المنام ۷۹۶/۳)

۲۔(ابن الاثیر، مبارک بن محمد، نھایہ فی غریب الحدیث والاثر، ۴۱۳)

۳۔(ابوداؤد، سنن، کتاب الخراج والامارہ الفی، بان فی تدوین العطاء ۱۳۹/۳)

۴۔(بخاری، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، ۶۰۵/۱)

۵۔(ابوداؤد، سنن، کتاب البیوع باب تضمین العاریہ ۲۹۵/۳)

۶۔(ابوداؤد، سنن، کتاب الصایا، باب مایومر بہ من الوصیۃ۔ ۱۱۱/۳)

111095

Marfat.com

اٰيَةَ الرَّجْمِ . . . . وَاِنَّ الرَّجْمَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ (۱)

یہاں الحق سے مراد "الثابت" اور "الموجود" ہے۔

☆ فقہاء کے نزدیک حق کی تعریف:

مختلف فقہا نے حق کی تعریف مختلف انداز میں کی ہے۔ اور الفاظ کی کمی بیشی سے مختلف مفاہیم جو کہ قریب قریب ہیں سامنے آتے ہیں۔ تاہم سب نے اسے ماخذ شریعت سے ہی کیا ہے۔

عبدالرزاق لکھتے ہیں:

الحق مصلحة ذات قيمة ماليه يحميها القانون (۲)

حق وہ مالی وقیمتی مصلحت ہے جس کو قانون کی حمایت حاصل ہو۔

☆ مسلم مفکرین کے نزدیک حق کی تعریف:

شیخ عبدالحلیم الکھنوی:

الحق : هوا الحكم الثابت شرعا

شیخ علی الخفیف:

الحق : هو مصلحة مستحقة شرعا

مصطفیٰ الزرقاء:

الحق : هو اختصاص يقرر به الشرع سلطة او تكليفاً (۳)

یعنی حق ایک خصوصی تعلق کا نام ہے جس کی وجہ شریعت کسی اختیار یا ذمہ داری کو مقرر کرتی ہے۔

امام رازی:

الثابت الذی لا یسوغ انکاره (۴)

۱۔ (مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب الزنا ۴/۳۲۱-۳۲۰)

۲۔ (شفیق شحاتۃ النظریہ لعامۃ للحق بحوالہ المدخل الفقھی العالم ۳/۱۳)

۳۔ (الفقہ الاسلامی وادلہ) ۴۔ (تفسیر کبیر، امام رازی ص ۳۵۴)

Marfat.com

محمد صلاح الدین:

ایک وسیع الاختیار اور کثیر الوسائل ریاست کے مقابلہ میں فرد کو جو حقوق دیئے جاتے ہیں انہیں ہم بنیادی انسانی حقوق Fudamental Rights کہتے ہیں۔ (۱)

مصطفیٰ شبلی لکھتے ہیں:

الحق کل مصلحة مختصة بصاحبها باقرار الشراع و اعترافه سواء کانت تلك المصلحة تتحق بها منفعة مادية او دبية (۲)

حق ہر وہ مخصوص مصلحت ہے جو کسی صاحب کے لیے شریعت نے مقرر کی ہو اور اس کا اعتراف کیا ہو۔ خواہ اس حق سے کوئی مادی منفعت وابستہ ہو یا علمی۔

☆ ڈاکٹر طاہر القادری کے نزدیک:

حقوق معاشرتی زندگی کے وہ ہیں جن کے بغیر انسان اپنی شخصیت کے مناسب اظہار اور ضروری نشو و نما کے اعتبار سے اپنی بہترین صلاحیتوں کو اپنے اور دوسروں کے حوالے سے بروئے کار نہیں لا سکتا۔ دوسرے زاویہ نظر سے حقوق وہ مواقع ہیں جن کا فقدان انسان کو زندگی کی کسی جہت سے محروم کر دیتا ہے۔ (۳)

غیر مسلم مفکرین کے نزدیک حق کی تعریف

☆ لیوائن کے نزدیک:

انسانی حقوق انسانی معاشرے کے اندر کیا ہوا دعویٰ ہے جو انسان ہونے کی بناء پر تصرف میں لانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ (۴)

۱۔(حقوق انسانی کی آڑ میں، محمد متین خالد، ص ۶۲)

۲۔(عیسوی احمد عیسوی، المدخل الفقھی الاسلامی، ص ۱۶۵)

۱۔(الحقوق الانسانیۃ فی الاسلام، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص ۸۳)

۲۔(الحقوق الانسانیۃ فی الاسلام، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص ۸۴)

Marfat.com

☆ گائس ایریا یحوفار:

وہ اخلاقی حقوق جو ہر انسان کو ہر جگہ اور ہمہ وقت حاصل ہوتے ہیں اور انصاف کو بری طرح پامال کئے بغیر کوئی بھی شخص ان حقوق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ (۱)

☆ ماہرین قانون کے نزدیک حق کی تعریف:

T-H Green حق کی تعریف کرتے ہیں:

1. A right as a power claimed and recognized as contributory to common good. (2)

حق ایک ایسی مصدقہ طاقت ہے جو کہ عام اچھائی کو محیط ہوتی ہے۔

T.E. Holand کے مطابق:

2. A right is one man's capacity of influencing the acts of another, by means, not of his own struggle but of opinion or the force of society.(3)

۲-حق ایک آدمی کے دوسرے آدمی پر اثر انداز ہونے کا نام ہے۔ مختلف ذرائع س ء نہ کہ اپنی ذاتی جدوجہد بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ رویوں کی وجہ سے یا معاشرے کے دباؤ کی وجہ سے

Right are merely beneficial obligations (4)

حقوق صرف اخلاقی فرائض سے فائدہ اُٹھانے کا نام ہے۔

۱۔(حقوق انسانی کی آڑ میں۔محمد متین خالد، صفحہ ۶۳)

2.T-H Green , principles of political obligation 110/113 - T.E Elements of Jurisprudence P.82

3. jack donnelly , the concept of human rights. p # 25

4. Jack Donnely , The concept of human rights - P # 11

Marfat.com

☆ بنیادی انسانی حقوق:

انسان طبعاً معاشرت پسند ہے۔ اپنی فطری صلاحیتوں کی نشوونما و ارتقاء اور ان کے عملی اظہار کے لیے وہ اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ یہ اجتماعی زندگی اور اس کے نتیجے میں نوع انسانی تک پھیلے ہوئے اس کے تعلقات اس کے حقوق و فرائض کا دائرہ کار متعین کرتے ہیں۔

تعلقات کے ان مختلف دائروں میں مختلف حیثیتوں سے اس پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ہی وہ کچھ متعین حقوق کا مستحق قرار پاتا ہے۔ ان میں سے کچھ حقوق اخلاقی ہیں اور بعض کی حیثیت قانونی ہے۔

اجتماعی زندگی میں افراد کے آپس کے تعلقات کی بناء پر حقوق و فرائض کے دائرہ کار کے علاوہ ایک اور دائرہ فرد اور ریاست کے تعلقات کا بھی ہے۔ اس دائرے میں ریاست کے مقابلے میں فرد کو جو حقوق دیئے جاتے ہیں۔ وہ بنیادی حقوق (Fundamental Rights) کہلاتے ہیں ان حقوق کو (Basic Human Rights) بنیادی انسانی حقوق اور انسانی کے پیدائش حقوق (Birth Rights of man) بھی کہتے ہیں۔ انہیں بنیادی حقوق اس لیے کہتے ہیں کہ ریاست کا کوئی بھی بازو خواہ وہ انتظامی ہو یا قانون سازان کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔ یہ حقوق فرد کو کسی ریاست کا شہری ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ عالمگیر انسانی برادری کا رکن ہونے کی حیثیت سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ کسی ریاست کے منظور کردہ یا کسی معاہدہ سے پیدا شدہ نہیں ہوتے۔ بلکہ انسان کو فطرتاً حاصل ہیں یہ غیر منفک (Inalinable) اور ناقابل تنسیخ (Irrebocable) ہیں ریاست کو ان کی تنسیخ تو کجا ان میں ترمیم تجدید یا کسی عذر کی بنا پر انکے عارضی تعطل کا بھی اختیار نہیں۔ یہ اسلامی دستور کا طرۂ امتیاز ہے جبکہ مغرب کے دساتیر میں ان کو معطل، محدود یا ترمیم کی گنجائش رکھی گئے ہے۔(۱)

بنیادی انسانی حقوق سے متعلق مختلف ماہرین قانون کے نقطہ نظر کی وضاحت کے

۱۔ محمد صلاح الدین، بنیادی حقوق، ص ۳۲۔

Marfat.com

لیے ان کی تعریف درج ذیل ہے۔

سید مظفر کے نزدیک:

The rights which serve as a base or foundation of human interests and which can not be curtailed by man made laws are called fundamental rights.

These are natural and essential rights intended for all peoples and for all times. (1)

وہ حقوق جن کو انسانی خواہشات کی بنیاد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور جن کو انسان کے بنائے ہوئے قوانین سے کم نہیں کیا جاسکتا۔ ان کو بنیادی حقوق کہا جاتا ہے۔ یہ فطری اور بنیادی حقوق ہوتے ہیں جن میں تمام لوگوں کا ارادہ شامل حال ہوتا ہے اور یہ تمام وقتوں کے لیے قابل عمل ہوتے ہیں۔

Gaiues Ezejiofor بنیادی انسانی حقوق کے بارے میں لکھتے ہیں:

انسانی بنیادی حقوق جدید نام ہے ان حقوق کا جنہیں روایتی طور پر فطری حقوق کہا جاتا ہے۔

ان کی تعریف یوں ہوسکتی ہے کہ وہ اخلاقی حقوق جو ہر انسان کو ہر جگہ اور ہمہ وقت اس بنیاد پر حاصل رہتے ہیں کہ دوسری تمام مخلوقات کے مقابلے میں اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ ذی شعور ذی اخلاق ہے۔ انصاف کو بری طرح سے پامال کئے بغیر کوئی بھی انسان ان حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

G.E, Protection of Human rights under the law. P3

جسٹس جیکس بنیادی حقوق کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں:

کسی شخص کی زندگی، آزادی، ملکیت، آزادی تقریر آزادی عبادت و اجتماع اور اس

1. Syed Muzffar un Din , Human rights and obligations in the light of quran and Hadith P : 14

Marfat.com

طرح کے دیگر بنیادی حقوق کسی رائے شماری کے لیے پیش نہیں کئے جاسکتے۔ ان کا انحصار انتخابات کے نتائج پر ہر گز نہیں۔

Brohi, Ak. Quotation in united nations and Human rights P:313

☆ اسلامی اور مغربی بنیادی انسانی حقوق کا موازنہ:

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اور مغرب دونوں انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں مگر انسانی حقوق کے مسئلہ پر ان کا زاویہ نظر بنیادی طور پر مختلف ہے۔ اس اختلاف کی بنیاد دونوں کا بنیادی نقطہ نظر ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے انسانی حقوق کا تعین انسان کے اللہ تعالیٰ سے تعلق عبدیت سے معلوم ہوتا ہے۔

جبکہ حقوق انسانی کا مغربی تصور لادینی ہے جو انسان کے بطور شہری ریاست کے تعلقات پر مبنی ہے۔

اسلام میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور مخلوق کے پاس اس کے دیئے ہوئے قانون ہیں اس طرح مخلوق اس کا نمائندہ ہے۔

جبکہ مغرب کی سیکولر جمہوری ریاستوں میں عوام کو سر چشمہ اقتدار سمجھا جاتا ہے۔

اسلام میں قرآن وسنت کو سپریم لاء مانا جاتا ہے۔

جبکہ مغرب میں حکمرانوں کے وضع کردہ دساتیر کو ملک کا سپریم لاء جمانا جاتا ہے۔

اسلام میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی عطا کردہ انسانی حقوق اور شہری آزادیوں کو کوئی تنسیخ نہیں کرسکتا ہے۔ جبکہ مغربی حقوق اور آزادیوں کو کسی نہ کسی عذر کی بنا پر واپس بھی لیا جاسکتا ہے۔

اسلام کے عطا کردہ حقوق عالمگیر نوعیت کے ہیں۔ جبکہ مغربی ممالک میں بنیادی حقوق کا دائرہ محدود ہے۔ عالمگیر نہیں ہے۔ اسلامی ریاست میں بنیادی حقوق حکومت کی طرف سے لوگوں کو دیئے جاتے ہیں۔ جبکہ مغرب میں ان حقوق کو لوگ بڑی کشمکش کے

Marfat.com

بعد اپنے حکمرانوں سے حاصل کر سکتے ہیں۔

اسلام کا تصور یہ ہے کہ انسان کے پیدائشی حقوق بھی ہیں اور ریاست کے عطا کردہ بھی۔ اس اعتبار سے حقوق اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہیں۔ بلا شبہ فرد کی فلاح اور سوسائٹی کی بقا دونوں ضروری ہیں۔ اور ان کے درمیان توازن کا ہونا بھی ضروری ہے۔

مغرب کی تاریخ سے واقف لوگوں کے نزدیک انسان کے حقوق کی تاریخ یو۔این۔او کے چارٹر سے شروع ہوتی ہے یا انگلستان کے میگنا کارٹا سے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اسلام نے تو انسانی حقوق کی ضمانت اس وقت دی جب دنیا اس کے تصور سے نا آشنا تھی۔

اہل مغرب کا نقطہ نظر صرف فرد اور ریاست تک محدود ہے۔ ریاست کے وسیع اختیارات کے مقابلے میں ایک شہری کو جو حقوق حاصل ہوتے ہیں ان کو بنیادی حقوق قرار دیا جاتا ہے۔ ان کی حیثیت دفائی (Defensive) اور حفاظتی (Protective) ہے اور ان کا بنیادی مقصد بے اختیار شہریوں کو با اختیار حکمرانوں کے ظلم وستم سے محفوظ رکھنا ہے۔ ان حقوق کے حوالے سے فرد اور ریاست باہم فریق نظر آتے ہیں۔ اور دستور کی حیثیت ان کے درمیان ایک سمجھوتے کی سی ہوتی ہے۔

اس کے برعکس اسلام میں عام شہری اور ان کی ریاست کے حکمران باہم فریق نہیں ہوتے ان کے درمیان آپس کی رضا مندی اور اتفاق رائے سے مرتب ہونے والی کوئی ایسی آئینی دستاویز بھی نہیں جس میں حسب منشاء ان حقوق و اختیارات کی حدود متعین کر لی گئی ہوں۔

قرآن وسنت کے عطا کردہ ہر اس حق کو جو ریاست کے اختیارات قانون سازی سے ماوراء ہے جو عدلیہ کے ذریعے قابل حصول ہے اور جس کے بارے میں قرآن و سنت نے ریاست کو کوئی معمولی اختیار بھی نہیں بخشا کہ اس حق کو سلب، محدود یا معطل کر سکے وہ بنیادی حقوق سے باہر نہیں رکھا جا سکتا۔

اسلامی ریاست دنیا کی عام ریاستوں کی طرح کوئی قومی (National) ریاست

Marfat.com

نہیں ہوتی۔ اس میں حکومت کسی خاص قوم نسل یا لسانی اور علاقائی گروہ کی نہیں ہوتی بلکہ اس کا حاکم اعلیٰ اور فرمانروا خود اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔

اس ریاست کے شہریوں کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں ایک حیثیت انسان اور دوسری حیثیت مسلم وغیرہ ہے۔ پہلی حیثیت میں ان کے درمیان کامل مساوات ہے۔ رنگ نسل، علاقے اور زبان کی ساری تفریقات بے اصل ہیں خدا کے نزدیک ان کا کوئی وزن نہیں۔

خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (۱)

اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا

اِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (۲)

اللہ کی نظر میں پوری انسانی برادری ایک امت واحدہ ہے۔ اس لیے اس نے جو حقوق مقرر کیے ہیں اس میں وہ سب مساوی الحیثیت ہیں۔

جہاں تک مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مساوی الحیثیت ہونے کا تعلق ہے یہ اس لحاظ سے تو مساوی ہیں کہ ان کے درمیان انسانیت کا رشتہ مشترک ہے۔ جبکہ دوسرے کسی مذہب میں بھی غیر مذہب کے لیے کوئی حق نہیں ملتا ہے۔ یہ صرف اسلام ہے کہ جس نے غیر مسلموں کو بھی حق عطا کیے ہیں۔

قبل از ظہور اسلام اولاد کے حقوق

ایک انتہائی ظالمانہ اور سنگدلانہ رسم جو ان میں مروج تھی اور جس کو باعث عزو شرف سمجھا جاتا تھا وہ واد البنات کی رسم تھی یعنی جب کسی کے ہاں بچی پیدا ہوتی تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی اور جب وہ چند سال کی ہوجاتی تو باپ اس کو بہترین کپڑے پہنا تا مزین و آراستہ کر کے جنگل میں لے جاتا۔ اپنے ہاتھوں سے ایک گہرا گڑھا کھودتا پھر اس میں دھکا دے کر اس بچی کو پھینک دیتا اور اس میں مٹی ڈال کر اس گڑھے کو بھر دیتا۔ وہ بیچاری چیختی چلاتی رہ جاتی لیکن اس سنگدل باپ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ بیٹیوں کو زندہ

۱۔ النساء ۴:۱ ۲۔ الانبیاء ، ۲۱:۹۲

Marfat.com

در گور کرنے کی یہ قبیح رسم تقریباً عرب کے تمام قبائل میں کم و بیش رائج تھی۔ لیکن بنو تمیم میں اس کا رواج بہت زیادہ تھا۔

اس رسم کی وجوہات مختلف لوگوں نے مختلف بیان کی ہیں بنو تمیم، کندہ اور چند دوسرے قبائل تو اس وجہ سے بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے کہ مبادا ان کی کسی نازیبا حرکت کی وجہ سے ان کا خاندان بدنام ہو۔ المبدانی نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ بنو تمیم پر حیرہ کے بادشاہ نے ٹیکس لگایا ہوا تھا لیکن انہوں نے اس کو ادا کرنے سے انکار کر دیا حیرہ کے بادشاہ نعمان نے اپنے بھائی ریان کو بھیجا اور اس کے ساتھ ایک خاص فوجی دستہ بھی روانہ کیا جسے "دوسر" کہا جاتا۔ ان میں سپاہیوں کی اکثریت بکر بن وائل قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اس نے بنی تمیم پر حملہ کیا ان کے مویشیوں کو پکڑ لیا اور ان کی اولاد کو جنگی قیدی بنا کر حیرہ لے آئے بنو تمیم نے نعمان بن منذر کی خدمت میں وفد روانہ کیا تاکہ اپنے جنگی قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے اس سے مذاکرات کرے۔ نعمان نے فیصلہ کیا کہ عورتوں کے معاملہ میں ہم عورتوں کو اختیار دیتے ہیں وہ چاہیں تو اپنے سابقہ خاوندوں کے پاس لوٹ آئیں اور چاہیں تو جن سپاہوں میں ان کو تقسیم کیا گیا ہے ان کے پاس رہیں ان میں سے ایک عورت قیس بن عاصم کی بیٹی تھی اس سے جب پوچھا گیا تو اس نے اپنے خاوند کے پاس جانے سے انکار کر دیا کہ وہ اپنے موجودہ شوہر کے پاس رہے گی اس وقت قیس بن عاصم نے نذر مانی کہ اگر اس کے ہاں اب کوئی بچی پیدا ہوئی تو وہ اس کو زمین میں زندہ درگور کر دے گا۔ اس کے ہاں بارہ تیرہ لڑکیاں پیدا ہوئیں اُس نے اپنی نذر کے مطابق ان سب کو زندہ درگور کر دیا۔

اس قسم کا واقعہ بنی ربیعہ میں بھی پیش آیا اس کے سردار کی بیٹی نے اپنے باپ کے پاس آنے کی بجائے اپنے فاتح کے پاس رہنے کو پسند کیا اس طرح قبیلہ میں بھی وادالبنات کا رواج جڑ پکڑ گیا وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کی بیویاں یا ان کی بیٹیاں کوئی ایسی حرکت کریں جس سے ان کے خاندان کی عزت و ناموس داغدار ہو جائے اور یہ کلنک کا ٹیکہ سارے عرب میں ان کو ذلیل و رسوا کرنے کا باعث

Marfat.com

بنے۔

یہی جذبہ غیرت تھا جس نے اس ظلم کو صحرائے عرب کے قبائل میں پذیرائی بخشی اور لوگ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو زندہ در گور کرتے اور اسے اپنے لئے فخر و مباہات کا باعث سمجھنے لگے۔

واد کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کے ہاں بچی پیدا ہوتی اور وہ اس کو زندہ رکھنا چاہتا تو وہ اسے اون یا بالوں کا بنا ہوا جبہ پہناتا۔ وہ سارا دن عرب کی چلچلاتی دھوپ اور تپتے ہوئے ریگزاروں میں اونٹ یا بکریاں چراتی۔ اس کو اچھے کپڑے پہننے کی آرام کی زندگی بسر کرنے کی ہرگز اجازت نہ دی جاتی اور جس بچی کو قتل کرنا چاہتا اس کو بڑے ناز و نعم سے پالا جاتا جب وہ چھ سات سال کی عمر کو پہنچتی تو اس کا باپ پہلے جنگل میں چلا جاتا وہاں ایک گہرا کنواں کھودتا واپس آ کر اپنی بیوی کو کہتا کہ بچی کو خوب آراستہ پیراستہ کرو اس کو خوشبو لگاؤ تاکہ میں اسے اس کے ننھیال لے جاؤں۔ اس بہانے سے وہ اسے کنوئیں کے پاس لے آتا جو صحرا کے کسی گوشہ میں اس نے کھود رکھا ہوتا۔ جب وہاں پہنچتا تو بچی کو کہتا کہ اس کنوئیں میں کیا ہے جب وہ جھک کر دیکھنے لگتی تو پیچھے سے دھکا دے کر وہ اسے اس کنوئیں میں گرا دیتا اور مٹی ڈال کر کنوئیں کو زمین کے برابر کر دیتا۔

بچیوں کو زندہ در گور کرنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اگر کسی بچی کی آنکھیں نیلی ہوتیں یا اس کا رنگ سیاہ ہوتا یا اس پر برص کے سفید داغ ہوتے یا وہ لنگڑی ہوتی تو ایسی بچیوں کو بھی وہ کنواں کھود کر اس میں پھینک دیتے اور مٹی ڈال کر اس کو جیتے جی موت کے آغوش میں سلا دیا جاتا کتب تاریخ میں یہ واقع مذکور ہے کہ سوداء بنت زہرہ بن کلاب جب پیدا ہوئی تو اس کی آنکھیں نیلی اور چہرے کی رنگت سیاہ تھی اس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کو کہیں گڑھا کھود کر زندہ دفن کر دے۔ وہ اسے الحجون کی وادی میں لے گیا جب اس نے گڑھا کھودا اور اس کو اس میں دفن کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک ہاتف کی یہ آواز سنی لا تئد الصبیتہ و خلھا البریۃ یعنی اس بچی کو زندہ دفن مت کرو اور اس کو کھلے

Marfat.com

میدان میں چھوڑ دو۔ اس شخص نے ادھر اُدھر دیکھا لیکن کوئی شخص نظر نہ آیا اس نے اس کو دفن کرنے کا پھر ارادہ کیا دوبارہ ہاتف کی یہی آواز سنائی دی وہ اسے لے کر اس کے باپ کے پاس آیا جو اس نے سنا تھا اسے بتایا اس کے باپ نے کہا یقیناً آئندہ چل کر اس کی بڑی شان ہوگی اس لیے اس نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا آگے چل کر وہ قریش کی کاہنہ بنی۔

Marfat.com

باب نمبر 2

قبل از پیدائش حقوق

۱- اللہ تعالیٰ سے صالح اولاد کی دعا کرنا:

اللہ تعالیٰ سے نیک اور صالح اولاد کے لیے دُعا کرنا انبیاء کرام کی سنت مبارکہ ہے۔

حضرت زکریاؑ نے دعا کی

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً (۱)

میرے مولا: مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔

حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ میں دُعا کی

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۲)

اے میرے رب: صالحین میں سے مجھے ایک فرزند عطا فرما

والدین کا پہلا فرض یہ ہے کہ صالح اولاد کے لیے دعا کریں اور یہی اولاد کا پہلا حق ہے۔

جماع کرنے سے پہلے یہ دعا مانگنی چاہیے۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِی الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (۳)

۱۔ آل عمران، ۳: ۳۸ ۲۔ الصافات، ۳۷: ۱۰۰

۳۔(۱)۔ بخاری الصحیح، الکتاب بدالخلق رقم، ۳۰۳۱:

۳۔(۲)۔ بخاری الصحیح، الکتاب النکاح، رقم،: ۴۷۶۷

Marfat.com

اللہ کے نام سے اے اللہ: مجھ سے شیطان کو دور رکھ اور جو تو ہمیں عطا کرے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔

۲- حقِ زندگی

بچے کی زندگی کا آغاز مرحلہ جنین سے ہوتا ہے۔ اسلام نے اس مرحلے سے بچے کے لیے زندگی کے حق کو قانونی حیثیت عطا کی ہے۔ چونکہ استقرارِ حمل کے چار ماہ بعد رحم مادر میں موجود بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے، اس وقت حمل ضائع کرنا رحم مادر میں بچہ کو قتل کرنا ہے جو کہ قتل انسانی کے مترادف ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر حاملہ چاہے تو ۱۲۰ دن گزرنے سے پہلے اسقاط حمل کرسکتی ہے اسقاط حمل جب تک اُس کی تخلیق نہ ہوجائے جائز ہے۔ پھر متعدد مقامات پر تصریح ہے کہ تخلیق کا عمل ۱۲۰ دن یعنی چار ماہ کے بعد ہوتا ہے اور تخلیق سے مراد روح پھونکنا ہے۔(۱)

فتاوی عالمگیری (۱:۳۳۵) میں ہے:

المرءة يسعها ان تعالج لاسقاط الحمل مالم يستبن شيء من خلقه، و ذلك مالم يتم له مائة و عشرون يوما .

"عورت حمل گرا سکتی ہے جب تک اس کے اعضاء واضح نہ ہوجائیں اور یہ بات ۱۲۰ دن (چار ماہ) گزرنے سے پہلے ہوتی ہے۔"

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

"ذخیرہ میں ہے کہ اگر عورت رحم میں نطفہ پہنچنے کے بعد اس کے اخراج کا ارادہ کرے تو فقہا نے کہا ہے کہ اگر اتنی مدت گزر گئی ہے جس میں روح پھونک دی جاتی ہے تو جائز نہیں۔ اس مدت سے پہلے اخراج کرانے میں مشائخ کا اختلاف ہے اور حدیث کے مطابق یہ مدت چار ماہ ہے" (۲)

۱۔(۱) حصکفی، درالمختار، ۱:۷۶ ۔ ۱۔(۲)۔ابن ہمام، فتح القدیر، ۳:۴:۲۷۴

۲۔ابن عابدین شامی، ردالمختار، ۵:۳۲۹

Marfat.com

علامہ حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

"عورت کے لیے حمل ساقط کرانے کی کوشش کرنا مکروہ ہے، اور عذر کی وجہ سے جائز ہے، بشرطیکہ بچہ کی صورت نہ بنی ہو اور اگر اس نے کسی دوا کے ذریعہ سے ناتمام (کچے) بچے کا اسقاط کرایا تو ماں کے عاقلہ (دودھیال) کی طرف سے بچہ کے وارثوں کو (ایک سال میں) پانچ سو درہم ادا کیے جائیں گے"۔ (۱)

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

"اور اگر اسقاط کے نتیجہ میں زندہ بچہ نکلا اور پھر مر گیا تو عورت کے عاقلہ پر اس بچہ کی دیت ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی، اور اگر عورت کے عاقلہ نہ ہوں تو عورت کے مال سے ادا کی جائے گی، اور عورت پر (دو ماہ کے مسلسل) روزے فرض ہیں اور عورت اس بچہ کی وارث نہیں ہوگی"۔ (۲)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

"جب تک تخلیقی عمل (نطفہ میں اعضاء کی ساخت کا عمل) شروع نہ ہو اسقاطِ حمل جائز ہے۔ پھر فقہاء نے بیان کیا کہ یہ مدت چار ماہ ہے۔ اس تصریح کا یہ تقاضا ہے کہ تخلیقی عمل سے مراد روح کا پھونکا جانا ہو ورنہ یہ غلط ہے کیونکہ مشاہدہ سے ثابت ہے کہ تخلیقی عمل چار ماہ سے پہلے شروع ہو جاتا ہے"۔ (۳)

اگر حمل کے چار ماہ گزر گئے ہوں لیکن حمل برقرار رہنے کی وجہ سے عورت کی ہلاکت یقینی ہو جس کی ماہر ڈاکٹروں نے تصدیق کر دی ہو تو چار ماہ بعد بھی اسقاط حمل جائز ہے بلکہ عورت کی جان بچانے کے لیے ضروری ہے کیونکہ اسقاط نہ کرانے کی صورت میں بچہ اور ماں دونوں کی ہلاکت کا خطرہ ہے اور پیٹ کا بچہ جس کا جاندار اور زندہ ہونا ظنی ہے اس کی بنسبت ماں کی جان جو یقینی اور مشاہد ہے زیادہ اہم ہے۔ اس لیے

۱۔ حصکفی، در المختار، ۵: ۳۹۷

۲۔ ابن عابدین شامی، رد المحتار، ۵: ۳۷۹

۳۔ ابن ہمام، فتح القدیر، ۳: ۲۷۴

Marfat.com

صورت میں اسقاط کرانا واجب ہے۔

لہٰذا رحم مادر میں استقرارِ حمل جب تک ۱۲۰ دن یعنی چار ماہ کا نہ ہو جائے یعنی بچہ کے اندر روح پھونکے جانے سے قبل اسقاطِ حمل کرانا اگر چہ جائز ہے مگر بلا ضرورت مکروہ ہے، جب کہ چار ماہ کا حمل بطن مادر میں ہو جائے تو اب اسے ضائع کرنا صرف ناجائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

۳-حقِ وراثت:

فقہا کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ماں کے پیٹ میں موجود حمل درج ذیل دو شرائط پوری کرنے کی صورت میں وارث بن سکتا ہے:

۱- ترکہ چھوڑنے والی کی موت کے وقت بچہ ماں کے پیٹ میں موجود ہو کیونکہ وارث میت کا خلیفہ ہوتا ہے اور خلیفہ کے لیے موجود رہنا ضروری ہے۔لہٰذا جب نطفہ صحیح حالت میں رحم میں پایا جائے تو اس پر زندگی کا حکم لاگو ہوگا اور وہ میت کی وراثت میں سے حصہ پائے گا۔

۲- وضع حمل کے وقت زندہ ہو کیونکہ وارث کا زندہ ہونا شرط ہے، مردہ انسان وارث نہیں بن سکتا۔قرآن فرماتا ہے:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ (۱)

"اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے"۔

پیدا ہونے والا بچہ بھی اولاد کے زمرے میں آنے کی وجہ سے میت کا وارث ٹھہرے گا اور ترکہ میں حصہ پائے گا۔

۴-حقِ وصیت:

جنین کے لئے ثابت شدہ حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُس کے لیے وصیت کی جائے۔فقہا کا اجماع ہے کہ جنین اگر زندہ پیدا ہو تو اُس کے لیے وصیت کیے جانے کا حق درست ثابت ہوگا اس شرط کے ساتھ کہ وصیت کیے جانے کے وقت وہ ماں کے

۱۔النساء،۴:۱۱

Marfat.com

پیٹ میں موجود ہو۔ بلکہ بعضوں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ اگر جنین وصیت کیے جانے کے وقت ماں کے پیٹ میں نہ ہو تب بھی اس کا حق وصیت درست ثابت ہوگا۔(۱)

☆جنین

فطرت کے ان گنت معجزوں میں کوئی چیز اتنی حیرت انگیز نہیں، کوئی بات اتنی عجیب وغریب نہیں جتنا کہ بچے کا تشکیل پانے کا عمل۔ خوردبین سے دیکھا جاسکنے والا ایک ذرا سا جرثومہ خدا کی قدرت اور عورت کی ندرت سے اس کے رحم میں بڑھ کر سات پونڈ وزنی ایک چیختا چلاتا بچہ بن جاتا ہے۔

اس کرشمہ قدرت کو قدیم انسان اتنا معجزہ نما خیال کرتا تھا کہ اسے مافوق الفطرت کوئی چیز سمجھتا تھا اور اب بھی بعض غیر مہذب آسٹریلوی قبیلے یہ سمجھتے ہیں کہ مادہ بچے دیوتا باہو یعنی چاند دیوتا پیدا کرتا ہے اور نر بچے بادلوں کے کارخانے میں بویا ما دیوتا تیار کرتا ہے۔

افریقہ کے ہیبت ناک جنگلوں میں بسنے والے جنگلیوں کے عقیدے کے مطابق جب جنگل کے دیوتا بچوں کی روحوں کی تخلیق کر لیتے ہیں تو انہیں درختوں سے لٹکا دیتے ہیں اور وہ ان عورتوں میں داخل ہوجاتی ہیں جو ان کے نیچے گزرتی ہیں اور پھر عورتوں میں داخل ہونے کے بعد یہ روحیں مجسم ہوجاتی ہے۔ چنانچہ یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ اب بھی صحرائی قبیلوں کی حاملہ عورتیں بگولا آتا دیکھتی ہیں تو اپنے آپ کو کمبل سے ڈھانپ لیتی ہیں اور درخت کے پتے اپنے اوپر گرنے نہیں دیتیں۔ ان کے یقین و اعتقاد میں ہر بگولے میں کوئی آوارہ روح منڈلا رہی ہوتی ہے اور حاملہ عورت کو دیکھ کر اس میں حلول کر جاتی ہے اور اس کے پیٹ میں موجود بچے ساتھ جڑواں بچے بن کر چمٹ جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قدیم زمانے میں ہمارے غیر مہذب آباؤ اجداد بھی

---

(۱) ا۔کشکی ،المیراث القارن:۲۰۶

۲۔ابوعنین ،المیراث القارن:۲۷۴،۲۷۵

Marfat.com

ایسے ہی عقیدے رکھتے تھے لیکن اب ہم جانتے ہیں کہ حمل صرف ایک ہی طریقے سے ہوسکتا ہے یعنی جرثومہ (بیضہ) اور نر جرثومہ (نطفہ) کے ملنے سے بچہ تشکیل پاتا ہے۔ بیضے ہر ماہ کی ایک شرح سے بیضہ دانیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ بیضہ دانیاں سفیدی مائل اور بادام کی شکل پر ہوتی ہیں اور رحم کے قریب ہوتی ہیں اور وہ عمل جس سے بیضہ اور نطفہ ملتے ہیں زرخیزی یا باروری کہلاتی ہے۔ یہی استقرار حمل ہے اور اس عمل سے رحم میں جو چیز بنتی ہے یہی جنین ہے۔ جسے میڈیکل سائنس میں (FETUS) کہتے ہیں۔

زرخیز بیضہ اس قدر چھوٹا ہوتا ہے کہ اگر حمل ٹھہرنے کے چھ ہفتے کے اندر اسقاط ہوجائے تو اسے خون اور لوتھڑوں میں پہنچانا اور علیحدہ کرنا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے بیضہ نظر نہیں آتا۔ حمل کی مختلف منزلوں کو مندرجہ ذیل مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱- اودم (OVUM) پہلے تین ہفتہ کے بیضہ کو کہتے ہیں۔

۲- ایمبریو (EMBROY) تین ہفتے سے آٹھ ہفتہ تک کہلاتا ہے۔

۳- فی ٹس (FETUS) آٹھ ہفتہ سے خاتمہ حمل تک فی ٹس یعنی جنین کہلاتا ہے۔

تین ہفتے کا اودم ایک چھوٹے انگور کے برابر ہوتا ہے۔ اس کے گرد ایک تھیلی ہوتی ہے اور پھر وہ جس رفتار سے نشوونما پاتا ہے اور جیسی جیسی شکل اختیار کرتا ہے اس کی تشریح وتفصیل درج ذیل ہے۔ بچے کی نشوونما ماہ بہ ماہ۔

پہلا مہینہ:

اس مہینے جنین کو اگر شروع سے لے آخر تک ناپا جائے تو یہ تقریباً ایک چوتھائی انچ لمبا ہوتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کی بنیاد بن چکی ہوتی ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کے ایک سرے پر سر بہت نمایاں ہوتا ہے۔ جس کا حجم پورے جنین کا تقریباً ایک تہائی ہوتا ہے۔ اندرون رحم بچے کی زندگی میں شروع سے آخر تک سر باقی جسم کی نسبت بہت بڑا ہوتا ہے اور یہ نسبت اس کی پیدائش تک موجود رہتی ہے۔

اس سٹیج پر وہ نلی جو آگے چل کر دل میں تبدیل ہوجاتی ہے اس وقت بن چکی ہوتی

Marfat.com

ہے اور جسم کی دیوار پر ایک گول ابھار بناتی ہے اس ابتدائی دور میں بھی یہ ابھار باقاعدہ دھڑکتا ہے اور نہایت ہی باریک شریانوں میں خون دوڑاتا ہے۔ مستقبل کے اعضائے ہاضمہ یعنی نظام ہضم کی داغ بیل بھی اسی مہینے میں پڑ جاتی ہے۔ یہ ایک لمبی پتلی نلی ہوتی ہے جو منہ سے لے کر اسی نلی میں ایک کشادگی تک جاتی ہے جو آگے چل کر معدہ بن جاتی ہے۔

اسی مہینے موخرالذکر کے ساتھ ملی ہوئی آنتوں کا بھی آغاز دیکھا جاسکتا ہے۔ بازو اور ٹانگیں بھی چھوٹی کلیوں کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔

دوسرا مہینہ:

اب جنین انسانی صورت اختیار کرنا شروع کردیتا ہے۔ اب اس کا چہرہ واضح طور پر انسانی ہوتا ہے اور اس کے بازو، ٹانگیں، ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں، کہنیاں اور گھٹنے بھی نمایاں ہوجاتے ہیں۔ ایک ہیولے سے انسان اپنی حقیقت کی طرف آتا ہے۔

گذشتہ چار ہفتوں سے اس کی لمبائی چار گنا زیادہ ہوجاتی ہے۔ اب وہ سر سے کولہوں تک ایک انچ ہوتا ہے اور اس کا وزن ایک اونس تقریباً تیسواں حصہ ہوتا ہے۔ اعضائے جنس بھی نمودار ہوجاتے ہیں۔ لیکن ابھی نر اور مادہ میں امتیاز کرنا مشکل ہوتا ہے۔

تیسرا مہینہ:

اس مہینے میں جنین کی لمبائی تین انچ سے کچھ زیادہ ہوجاتی ہے اور اس کا وزن ایک اونس ہوجاتا ہے۔ اب رحم کی موجودگی سے اس کی جنس شناخت ہوسکتی ہے۔ ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کے ناخن باریک جھلیوں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

اس مہینے کے اوائل میں جنین میں دودھ کے تمام دانتوں کی کونپلیں اگ آتی ہیں اور ان کے لئے جبڑے کی ہڈی میں خانے بن جاتے ہیں۔ ایک ابتدائی گردہ بھی بن جاتا ہے جو مثانے میں تھوڑا تھوڑا پیشاب بھی بھیجتا ہے جو آبی تھیلی کے سیال میں مل جاتا ہے۔ اس وقت جنین کی حرکات شروع ہوجاتی ہیں لیکن اس قدر دھیمی اور کمزور ہوتی ہیں

Marfat.com

کہ حاملہ انہیں محسوس نہیں کرتی۔

چوتھا مہینہ:

اب جنین سر سے پیر کی انگلیوں تک ساڑھے چھ انچ لمبا ہوتا ہے اور وزن میں چار اونس۔ جلد پر نہایت باریک رواں سے بال اگ آتے ہیں اور چند بال شاید کھوپڑی پر بھی۔ اس مہینے کے آخر میں جنین کی خفیف حرکات حاملہ کو محسوس ہونے لگتی ہے لیکن اس کا نمایاں احساس پانچویں مہینے میں ہوتا ہے۔

پانچواں مہینہ:

اس مہینے میں جنین کی لمبائی تقریباً دس انچ ہو جاتی ہے اور وزن تقریباً آٹھ اونس۔ یہی وہ زمانہ ہے جبکہ ڈاکٹر عام طور پر پہلی بار جنین کے دل کی آواز سن سکتی ہے اور حاملہ جنین کے ہلنے جلنے کو محسوس کرتی ہے۔ اگر جنین اس وقت پیدا ہو جائے تو ہوسکتا ہے کہ وہ سانس لینے کی کچھ کوشش کرے۔ لیکن اس کے پھیپھڑے ابھی اتنے نہیں ہوتے کہ وہ رحم کے باہر کے حالات کا مقابلہ کرسکیں۔ چنانچہ جنین چند گھنٹوں کے اندر مر جاتا ہے۔

چھٹا مہینہ:

اس مہینے میں جنین کی لمبائی بارہ انچ ہو جاتی ہے اور اس کا وزن تقریباً ڈیڑھ پونڈ۔ اب بجز جلد کے جو سرخ اور جھری دار ہوتی ہے۔ ایک چھوٹے بچے کے مشابہہ ہوتا ہے۔ جس کی جلد کے نیچے کوئی چربی نہیں ہوتی۔ لیکن اس وقت جلد پر ایک حفاظتی غلاف بننا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ چربی دار پنیر سی چیز جنین کی جلد سے چمٹی ہوتی ہے اور آخر میں انچ کے آٹھویں حصے تک موٹی ہوسکتی ہے۔

اگر چھٹے مہینے میں وضع حمل ہو جائے تو جنین کے زندہ رہنے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔

ساتواں مہینہ:

اس مہینے میں جنین لمبائی میں تقریباً پندرہ انچ ہوتا ہے اور وزن میں تقریباً ڈھائی

Marfat.com

پونڈ۔ اگر یہ اس وقت پیدا ہو جائے تو اس کے زندہ رہنے کے کچھ امکانات ہوتے ہیں۔
یہ خیال عام ہے کہ سات مہینے کے پیدا شدہ بچے کے زندہ رہنے کے امکانات آٹھ مہینے والوں کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں۔

یہ بھی قدیم توہمات اور واہمیات میں سے ایک ہے جو قدیم یونانی طبیبوں کے دو ہزار سال سے زیادہ پرانے زمانے سے چلے آرہے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ جنین اپنی ہی کوشش سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی وہ اپنی ٹانگوں سے رحم کے بالائی حصے کو دھکیلتا ہے اور بل کھاتا ہوا دنیا میں نمودار ہو جاتا ہے۔

ان کی یہ رائے تھی کی جنین رحم سے چھٹکارہ پانے کی پہلی کوشش ساتویں مہینے میں کرتا ہے اگر وہ طاقتور ہو تو کامیاب ہو جاتا ہے۔ اگر اس کی کوشش ناکام رہے تو وہ آٹھویں مہینے دوبارہ کوشش کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس بار کامیاب ہو جائے تو پچھلی کوشش کی وجہ سے اتنا تھک چکا ہوتا ہے کہ اس کے مرجانے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ اپنی پچھلی کوشش میں کامیاب ہو جاتا۔

لیکن ہم جانتے ہیں جنین ایسی کوئی کوشش نہیں کرتا۔ قدیم اطباء و حکماء کا یہ محض ایک مفروضہ تھا جس کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہ تھا۔ جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جنین حاملہ کے رحم کے پٹھوں کے عمل سے خارج ہوتا ہے اور یہ پرانا عقیدہ بالکل بے بنیاد ہے۔ آٹھ ماہے جنین کے زندہ رہنے کے امکانات ست ماہے کی نسبت کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔

آٹھواں مہینہ:

اس مہینے میں تقریباً ساڑھے سولہ انچ لمبا ہوتا اور تقریباً پانچ پونڈ وزنی۔ اگر ان کی اچھی دیکھ بھال کی جائے تو آٹھ ماہے بچوں کے زندہ رہنے کے کافی امکانات ہوتے ہیں۔ غالباً تین میں سے دو۔

نواں مہینہ:

اس مہینے میں جنین تقریباً پورا بچہ بن جاتا ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً انیس انچ اور وزن تقریباً چھ پونڈ ہو چکا ہوتا ہے۔ جیسے ایک نئی زندگی ایک نئی دنیا کا سفر کرنے کی

Marfat.com

تیاری کر رہی ہو۔

جنین آخری دو مہینے اپنا وزن بڑھانے میں صرف کرتا ہے اور اس عرصہ میں ڈیڑھ پونڈ فی ہفتہ بڑھ جاتا ہے۔ اس وقت پیدائش کے بعد اس کے زندہ رہنے کے امکانات اتنے ہی ہوتے ہیں جتنے کہ پوری مدت پر پیدا ہونے کے بعد۔

دسواں مہینہ:

اس مہینے میں مدت پوری ہو چکتی ہے۔ اگر جنین لڑکی ہو تو اس کا وزن اوسطاً سات پونڈ اور اگر لڑکا ہو تو ساڑھے سات یا سات پونڈ ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً بیس انچ ہوتی ہے اس کی جلد اب سفید یا گلابی ہوتی ہے اور اس پر پنیر نما غلاف کی موٹی تہہ ہوتی ہے۔ باریک ملائم بال جن سے اس کا جسم اس سے پہلے ڈھکا ہوتا ہے۔ اب تقریباً بالکل غائب ہو جاتے ہیں۔ انگلیوں کے ناخن مضبوط ہو چکے ہوتے ہیں اور انگلیوں کے سروں سے آگے بڑھ آئے ہوتے ہیں۔

لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کی چھاتیاں عام طور پر سخت ہوتی ہیں اور ابھری ہوئی جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہی شے جو حمل کے دوران حاملہ چھاتیوں کے بڑھنے کا باعث ہوتی ہے۔ آنول میں سے گزرتی ہے اور جنین کی چھاتیوں کی نشوونما کی محرک ہوتی ہے۔ پیدائش کے بعد ہی دنوں میں چھاتیاں پھر بیٹھ جاتی ہیں۔

(۵) حقِ وقف:

جنین کا مالی حقوق میں سے ثابت شدہ تیسرا حق وقف کا ہے۔ حق وراثت اور وصیت کی طرح فقہاء نے موجود اور بعد میں پیدا ہونے والی اولاد کا حق وقف بھی جائز قرار دیا ہے۔ ابن عابد شامی لکھتے ہیں:

وقد نصوا علی ان الوقف علی الاولادو الذریته، یتناول وجد بعد مجی الغلته لاقل من ستته اشهر لتحقق وجود فی بطن امه وقت مجی الغلته فیشارك فی الغلته .(۱)

۱۔ ابن عابدین شامی، رد المحتار علی در المختار، ۴: ۴۴۷

Marfat.com

"اور فقہاء نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اولاد ذریت کے لئے وقف کر دینا جائز ہے۔ اس (اولاد) میں وہ شامل ہوگا جو غلہ آنے کے کم از کم چھ ماہ بعد پیدا ہوا ہو یعنی غلہ آنے کے وقت اس کا وجود ماں پیٹ میں متحقق ہو چکا تھا، سو وہ غلہ میں شریک ہوگا"

لہٰذا اس بناء پر اگر وقف کرنے والا فوت ہو جائے تو وقف شدہ مال جنین کو وراثت میں ملے گا۔

(٦) تاخیر اقامت حد کا حق:

جنین کے لئے مذکورہ بالا تین حقوق کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ حاملہ عورت پر وضع حمل تک حد قائم کی جائے گی نہ اس سے قصاص لیا جائے گا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ اَتَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهِيَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَيَّ. فَدَعَا نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَلِيَّهَا، فَقَالَ: اَحْسِنْ اِلَيْهَا، فَاِذَا وَضَعَتْ فَائْتِنِيْ بِهَا. فَفَعَلَ، فَاَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: تُصَلِّيْ عَلَيْهَا؟ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَوَقَدْ زَنَتْ فَقَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى. (١)

قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور وہ بدکاری سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی. میں نے حد لاگو ہونے والا فعل کیا ہے پس مجھ پر حد لگائیے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

١۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ ٣: ١٣٢٤، رقم: ١٦٩٦

Marfat.com

اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا: اسے احسن طریقے سے رکھ (بدکاری کا گناہ کرنے کے باوجود اس کے ساتھ اچھا سلوک کر کیونکہ اس نے اپنے گناہ کا اقرار کرلیا ہے اور اس پر شرمسار ہے)، جب وہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ اس نے ایسا ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق حکم دیا تو اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیے گئے (تاکہ ستر نہ کھلے)، پھر حکم دیا تو اسے سنگ سار کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔ اس پر حضرت عمر نے عرض کیا: یا نبی اللہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا تھا: آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے توبہ بھی تو ایسی کی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے کافی ہو اور کیا تم نے اس سے بہتر توبہ دیکھی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جان دے دی۔:

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

جَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِيْ. وَإِنَّهُ رَدَّهَا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. لِمَ تَرُدُّنِيْ، لَعَلَّكَ اَنْ تَرُدَّنِيْ كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزًا، فَوَاللّٰهِ، اِنِّيْ لَحُبْلٰى. قَالَ: اِمَّا لَا فَاذْهَبِيْ حَتّٰى تَلِدِيْ. فَلَمَّا وَلَدَتْ اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِيْ خِرْقَةٍ قَالَتْ هٰذَا قَدْ وَلَدْتُهٗ. قَالَ اِذْهَبِيْ فَاَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ. فَلَمَّا فَطَمَتْهُ اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِيْ يَدِهٖ كِسْرَةُ خُبْزٍ، فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَدْ فَطَمْتُهٗ وَقَدْ اَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا اِلٰى صَدْرِهَا، وَاَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا، فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَاْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ سَبَّهٗ اِيَّاهَا فَقَالَ: مَهْلًا! يَا خَالِدُ! فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً

Marfat.com

لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ. ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَ دُفِنَتْ. (۱)

"قبیلہ غامد کی ایک عورت (بارگاہ رسالت مآب میں) حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے بدکاری کی ہے، مجھے پاک کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے اسے واپس بھیج دیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں، شاید آپ ایسے ہی لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعز (بن مالک) کو لوٹایا تھا۔ خدا کی قسم! میں تو حاملہ ہوں (پس اب میرے بدکار ہونے میں کیا شک ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا اگر تو نہیں لوٹنا چاہتی تو جا اور وضع حمل کے بعد آنا۔ پس اس نے بچہ جن لیا تو وہ اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی اور عرض کرنے لگی: یہ وہ بچہ جسے میں نے جنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا اور اسے دودھ پلا یہاں تک کہ تو اسے دودھ چھڑا دے۔ جب اس نے بچہ کا دودھ چھڑا لیا تو بچہ کو لے کر آئی کہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے

اور یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ ﷺ نے وہ بچہ ایک مسلمان کو پرورش کے لئے دے دیا۔ پھر حکم دیا تو اس عورت کے لئے اس کے سینے تک ایک گڑھا کھودا گیا، پھر لوگوں کو اسے سنگ سار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا تو خون کے چھینٹے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پڑے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے برا کہا تو یہ برا کہنا حضور نبی اکرم ﷺ نے سن لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار اے خالد! (ایسا مت کہو) قسم خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس نے تو ایسی توبہ کی ہے اگر ناجائز محصول لینے والا (جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور حقوق العباد میں گرفتار ہوتا ہے اور مسکینوں کو ستاتا ہے) ایسی توبہ

۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ، ۳: ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، رقم: ۱۶۹۵

Marfat.com

کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو اس پر نماز پڑھی گئی اور وہ دفن کی گئی۔"

۷۔ حقِ نفقہ:

جنین (پیدا ہونے والے بچے) کا حق نفقہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہے۔

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (۱)

اور اگر وہ حاملہ ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک ان پر خرچ کرتے رہو پھر اگر وہ (بچے کو) دودھ پلائیں تمہاری خاطر تو تم انہیں ان کی اجرت دو۔

یہ بھی باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ہونے والے بچے کا خرچ اٹھائے اگرچہ اس کی ماں کا خرچ اس پر لازمی نہ ہو اسی طرح حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے تاکہ:

۱۔ بچہ کے نسب کا تحفظ ہو کیونکہ اگر عورت دوسری شادی کرے تو پیدا ہونے والے بچہ کا نسب خلط ملط ہونے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ طلاق یافتہ حاملہ عورت کا نام ونفقہ بھی شوہر پر صرف بچہ کی وجہ سے لازم ہوتا ہے کیونکہ اگر عورت حاملہ نہ ہو تو اور طلاق ہو جائے تو اس کی عدت تین ماہواریاں ہیں۔

۱۔(الطلاق،۶:۶۵)

Marfat.com

باب نمبر 3

بعد از پیدائش اولاد کے حقوق

۱-حقِ زندگی:

اسلام سے پہلے لوگ اپنی اولاد کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے۔ اسلام نے اس قبیح رسم کا خاتمہ کرنے کی بنیاد ڈالی اور ایسا کرنے والوں کو عبرت ناک انجام کی وعید سنائی:

۱- قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ (۱)

"واقعی ایسے لوگ برباد ہوگئے جنہوں نے اپنی اولاد کو بغیر علم (صحیح) کے (محض) بیوقوفی سے قتل کر ڈالا اور ان (چیزوں) کو جو اللہ نے انہیں (روزی کے طور پر) بخشی تھیں اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے حرام کر ڈالا، بے شک وہ گمراہ ہوگئے اور ہدایت یافتہ نہ ہوسکے ۝"

بھوک اور افلاس کے خدشہ سے اولاد کے قتل کی ممانعت کرتے ہوئے قرآن حکیم فرماتا ہے:

۲- وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ (۲)

۱۔(الانعام،۶:۱۴۰)

۲۔(الانعام،۶:۱۵۱)

Marfat.com

"اور مفلسی کے باعث اپنی اولاد کو قتل مت کرو، ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی (دیں گے)"۔

۳۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ (۱)

"اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل مت کرو ہم ہی انہیں (بھی) روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے" ۝

اسلام سے قبل بیٹیوں کی پیدائش نہایت برا اور قابل توہین سمجھا جاتا تھا اور انہیں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس خیال باطل کا رد کیا اور بیٹیوں کی پیدائش کو باعث رحمت قرار دیا۔ قرآن حکیم ایک مقام پر روز محشر کی سختیاں اور مصائب کے بیان کے باب میں فرماتا ہے:

۴۔ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝ (۲)

"اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا ۝ کہ وہ کس گناہ کے باعث قتل کی گئی تھی ۝"

۵۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَ وَاْدَ الْبَنَاتِ وَ مَنَعَ وَ هَاتِ وَ كَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَ قَالَ وَ كَثْرَةَ السُّوَالِ وَ اِضَاعَةَ الْمَالِ) (۳)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کے بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر ماں کی نافرمانی حرام کردی ہے اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا بھی حرام کر دیا ہے۔ بحث مباحثہ کو اور زیادہ سوالات کرنے کو اور مال کو ضائع کرنے کو بھی منع کیا ہے اور برا

۱۔(بنی اسرائیل، ۱۷:۳۱)

۱۔(التکویر، ۸۱:۸،۹) ۲۔(۱)(بخاری، الصحیح، ج ۲: ۸۴۸، رقم حدیث: ۲۲۷۷)

(۲)(مسلم، الصحیح، ج ۳: ۱۳۴۱ حدیث: ۵۹۳)

Marfat.com

جاتا ہے۔

نوزائیدہ بچے کے امراض اور مسائل:

ننھے بچے کے چند ایک عام امراض سے والدین کو واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ سب سے عمدہ تدبیر تو یہ ہے کہ بچے کی دیکھ بھال کرتے ہوئے امراض کو روکا جائے۔ نوزائیدہ بچے کی چند عام بیماریاں درج ذیل ہیں۔

☆ جلد کی چھوت (SKIN INFECTION):

اگر بچے کو روانہ غسل نہ دے اجائے تو اسے چھوت ہوسکتی ہے۔ سٹیفیلو کوکس جراثیم ہر جگہ جلد پر موجود ہوتے ہیں۔ ذرا سی خراش آجائے تو پسینہ اور گرد کی موجودگی میں چھوت لگ سکتی ہے۔ جلد پر گرمی دانے نکل آتے ہیں۔ بچے کو غسل دے کر کیلا مین لوشن لگاتے ہیں۔

☆ ابتدائی ہفتوں میں بچے کا چیخنا:

تقریباً تمام نوازائیدہ بچے پیدائش کے بعد ابتدائی ہفتوں میں چیختے چلاتے اور پریشان کرتے ہیں۔ ان کے ایسا کرنے کے کئی نام تو رکھے جاسکتے ہیں لیکن ان کی تشریح کرنا آسان نہیں۔ جب بچہ روتا ہے۔ پریشان کرتا ہے تو اس کے بارے میں طرح طرح کے خیال دل مین پیدا ہونے لگتے ہیں۔ کیا وہ بھوکا ہے؟ کیا وہ اپنے پیشاب سے بھیگا ہوا ہے۔ کیا وہ بیمار ہے؟ کیا اسے بدہضمی کی شکایت تو نہیں؟ کیا وہ کسی درد سے چیخ رہا ہے؟

ان سوالوں کا جواب کوئی مشکل بات نہیں۔ یہ عام فہم کی بات ہے کہ بچہ اگر دوپہر یا شام ہونے کے وقت رونے لگے اور چپ نہ کرے تو یہی کہا جائے گا کہ اس کے پیٹ میں تکلیف ہے۔ اگر بچے کے پیٹ میں ہوا ہو تو اس کے پیٹ میں درد ہوتا ہے اور وہ روتا ہے۔ اگر بچہ جلدی جلدی اور بڑے بڑے گھونٹ لے کر دودھ پیئے تو اس کے پیٹ میں دودھ کے ہمراہ ہوا بھی چلی جاتی ہے۔ اس کیفیت سے بچے کو بچانے کا

Marfat.com

سہل طریقہ یہ ہے کہ ایک چھاتی سے دودھ پلا کر بچہ کو اٹھا کر اپنے کندھے سے لگالیں اس طرح کہ بچے کا پیٹ ماں کے کندھے کی گولائی پر ہو۔ اب بچے کی کمر کو سہلائیں تو بچہ ڈکار لے گا اور اس طرح پیٹ میں سے ہوا خارج ہوگی اور درد دور ہو جائے گا۔

اگر لگاتار ۱۵ منٹ یا اس سے زیادہ دیر روئے اور اس کو دودھ دیئے ۲ گھنٹے سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہو یا اسے تھوڑا سا دودھ پلائے دو گھنٹے گزر چکے ہوں تو اسے پھر دودھ پلائیں۔ اگر وہ اس سے مطمئن ہو کر سو جائے تو یہ اس کے رونے کا صحیح جواب ہے اور اگر اسے مناسب مقدار میں دودھ پلائے دو گھنٹے نہیں گزرے تو یہ سمجھ لینا غلط ہوگا کہ بچے کو بھوک نہیں لگی۔ اس کے رونے کا کچھ اور سبب ہے۔

عام طور پر بچہ جتنا زیادہ دودھ ماں کی چھاتی سے پیتا ہے اس سے زیادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ ماں کی چھاتی میں موجود سارے کا سارا پی کر اسے خالی کردے گا تو اس میں پہلے سے زیادہ مقدار میں دودھ پیدا ہوگا۔ ہاں اگر ماں تھکی ہوئی ہو اور متفکر ہو تو کبھی کبھار اس کی چھاتیوں میں دودھ کم ہو جایا کرتا ہے۔

اگر بچہ اچھی طرح دودھ پی لینے کے بعد دو گھنٹے کا عرصہ گزرنے سے پہلے رونے لگے تو اسے ۱۵-۲۰ منٹ مزید رونے دینا چاہیے۔ اس کے منہ میں ڈمی یعنی چوسنے کا نپل دے دینا چاہیے۔ ایسا کرنے سے اگر وہ سو جائے تو بہت ٹھیک ہے لیکن اگر وہ اور زیادہ رونے لگے تو اسے تھوڑا سا دودھ پلا دینے میں کوئی ہرج نہیں۔

ابتدائی مہینوں میں بچوں کو سردی لگ جایا کرتی ہے نزلہ، زکام ہو جاتا ہے۔ آنتوں میں تکلیف ہو جاتی ہے جس کا اندازہ ان کے کھانسنے، ناک بہنے اور ان کی آنتوں کی حرکات سے کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ابتدائی مہینوں میں متعدی امراض بچوں کو کم ہی لگتے ہیں۔ اگر آپ کا بچہ صرف رو ہی نہیں رہا بلکہ اس کی رنگت اور شکل و صورت میں بھی نمایاں فرق نظر آتا ہے تو ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

اگر بچہ پاخانہ یا پیشاب کر کے گیلا ہو جائے تو بہت کم بچے بے آرامی یا بے چینی محسوس کیا کرتے ہیں۔ ورنہ اکثر بچے تو اسی حالت میں مگن پڑے رہتے ہیں۔ بہر حال

Marfat.com

ان کی یہ عادت بدلی جاسکتی ہے۔ لنگوٹ اگر گیلا ہو تو اتار کر خشک لنگوٹ پہنا دیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لنگوٹ کی پن بچے کو چبھتے ہوئے تکلیف پہنچاتی ہے اور وہ روتا ہے۔ مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے بہر حال بچے کا لنگوٹ یعنی پن وغیرہ کو اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے۔

اگر بچہ بدہضمی کا شکار ہو تو اس کا پاخانہ دہی کی مانند ہوگا اور اس کی رنگت ہری ہوگی۔ بدہضمی سے بھی بچے کے پیٹ میں تکلیف ہو جاتی ہے اور وہ روتا ہے۔ اگر آپ اپنے بچے کے ہاضمے میں کوئی نقص دیکھیں تو اسے ڈاکٹر کو دکھائیں۔

☆ الٹیاں آنا:

عام طور پر بچے دودھ جلدی اور تیزی سے پیتے ہیں اور جب دودھ پی چکتے ہیں تو کچھ دودھ منہ کے ذریعے باہر آ جاتا ہے۔ یہ کوئی خطرے کی علامت نہیں۔ جب ماں اپنا دودھ پلائے تو نپل کو اپنی دونوں انگلیوں سے اس طرح تھامے کہ دودھ کا بہاؤ کنٹرول کر سکے اور دودھ پلا کر کندھے سے لگا کر ڈکار بھی دلائے۔

اگر واقعی صحیح معنوں میں الٹیاں آ رہی ہوں اور بچہ پیا ہوا دودھ اگل رہا ہو تو اس طرف توجہ دینا چاہیے۔ اس سے خطرناک حالت پیدا ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دودھ معدہ سے آگے آنتوں میں نہ جا رہا ہو۔ ایسی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے۔

کئی بچوں میں ابتدائی ہفتوں اور مہینوں میں الٹیاں کرنے کا رجحان بہت زیادہ ہوتا ہے اور جوں جوں وہ بڑے ہوتے جاتے ہیں۔ یہ رجحان ان میں کم ہوتا جاتا ہے۔ بعض بچے تو جب خود بخود بیٹھنا شروع کر دیتے ہیں تو یہ شکایت دور ہو جاتی ہے۔ دانت نکلنے کے زمانے میں بھی یہ شکایت بچوں کو ہو جاتی ہے۔

☆ مقعد اور چوتڑوں کی سوزش:

پاخانہ کے بعد اگر بچے کو اچھی طرح صاف نہ کیا جائے تو پاخانہ جسم سے لگا رہنے سے خارش پیدا ہو جاتی ہے جو سوزش پیدا کرتی ہے۔ پیشاب سے گیلا لنگوٹ بھی مسلسل بندھا رہنے سے بچے کی جلد کو نقصان پہنچتا ہے۔ مقعد اور چوتڑوں میں سوزش ہو جاتی

Marfat.com

ہے۔ ویسے بھی لنگوٹ نرم کپڑے کے ہونے چاہیں تاکہ بچے کی جلد کو خراش نہ آئے۔ پاخانہ کے بعد بچے کے جسم کو اچھی طرح صاف کر دینا چاہیے۔ اگر چوتڑ سرخ ہو جائیں اور سوزش ہو جائے تو پانی سے دھونے کے بعد زیتون کا تیل یا ویسلین لگاتے ہیں۔ لنگوٹ اتار دیتے ہیں۔ اگر سوزش زور پکڑ جائے تو ہوسکتا ہے اس کے باعث فنگس کی چھوت ہو۔ اس میں بچے کو الٹا لٹاتے ہیں۔ اس شکایت میں ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔

☆ تیندوا (TONGUETIE):

اگر زبان کی نوک نیچے منہ سے جڑی ہوئی ہو تو بچے کو دودھ پینے میں دقت پیش آتی ہے۔ یہ بندھن بچے کے آسانی سے دودھ پینے میں مزاحمت ہوتا ہے اور تیندوے والے بچے بڑے ہو کر ٹھیک طرح بول بھی نہیں سکتے۔ اس کا علاج آپریشن ہے۔ جہاں زبان جڑی ہو وہاں سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

☆ دستوں کی بیماری:

جو بچے ابتداء ہی سے ماں کا دودھ پیتے ہیں اس تکلیف سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہ تکلیف پیدائش سے کچھ دن بعد شروع ہوتی ہے۔ گندا دودھ اور گندا ماحول بھی اس کا باعث ہوسکتا ہے۔ یہ بیماری عام طور پر ایکولائی (ECOLI) کی چھوت سے ہوتی ہے۔ وائرس بھی یہ مرض پھیلاتے ہیں۔ دست لگ جانے سے بچے میں پانی اور نمکیات کی کمی ہو جاتی ہے۔ بچہ بے جان سا ہو جاتا ہے۔ فوراً ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیے۔

☆ قبض:

نوزائیدہ بچوں کو قبض بھی ہو جایا کرتی ہے جس کا علاج ہمارے یہاں مائیں خود ہی کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ صابن، کڑوے تیل یا ویسلین کی بتی ننھے کی مقعد میں چڑھا دیتی ہے جس سے بچے کو اجابت ہو جاتی ہے۔ عرق سونف اور عرق گلاب بھی پلاتی ہیں۔ بہر حال بچے کی قبض کی صورت میں ڈاکٹر سے بھی مشورہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

Marfat.com

جو بچے ماں کا دودھ پیتے ہیں۔ انہیں عام طور پر قبض نہیں ہوتی اور یہ بھی یاد رہے کہ چاہے ۲۴ گھنٹے میں بچہ ایک اجابت کرے اگر اسے زور نہ لگانا پڑے اور پاخانہ سخت ہونے کی بجائے نرم ہو تو کوئی نقصان نہیں۔

☆ یرقان:

کئی نوزائیدہ بچوں میں تیسرے یا چوتھے دن یرقان ہو جاتا ہے۔ ان کا چہرہ اور آنکھیں زرد ہو جاتی ہیں۔ یہ عام قسم کا طبعی یرقان ہے۔ عام طور پر بے ضرور ہوتا ہے۔ اگر بچے کے جگر کا فعل درست نہ ہو تو خون میں ایک جز بلی روبین کی زیادتی سے زردی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ شکایت ماں کے دودھ سے بھی تین چار دن میں دور ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر سے بھی مشورہ کریں۔

☆ سرخ دانے:

بہت سے بچوں کی جلد ابتدائی مہینوں میں بڑی نازک اور حساس ہوتی ہے۔ پیشاب کرنے سے لنگوٹ بھیگ جاتا ہے تو پیشاب کی تیزابیت سے بچوں کی جلد متاثر ہوتی ہے۔ ان کی کمر، چوتڑوں اور چپٹوں میں چھوٹے چھوٹے سرخ دانے نکل آتے ہیں۔ گرمی کے دنوں میں چھوٹے بچوں کے چہرے اور جسم پر چھوٹے چھوٹے سرخ دانے بھی نکل آتے ہیں۔ چند دنوں میں جن کے منہ پک کر سفید ہو جاتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ دودھ چوسنے سے بچوں کے ہونٹوں کے اوپر یا نیچے ابتدائی ہفتوں میں آبلے پڑ جاتے ہیں۔ جن کا علاج کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ گرمی دانوں پر پاؤڈر چھڑکنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

☆ بچے کی چھاتیاں پھول جانا:

بعض لڑکے لڑکیوں کی چھاتی پیدائش کے بعد پھولی ہوئی اور سرخ نظر آتی ہے۔ یہ کیفیت ماں کے ہارمون ایسٹروجن کے پیدائش کے بعد نہ ملنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ پھولی ہوئی چھاتی کو دبانے یا ملنے کی ضرورت نہیں ہوتی چند دنوں میں یہ سوزش خود

Marfat.com

بخو ڈٹھیک ہو جاتی ہے۔ یہ سوزش بچے میں کچھ غدودی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔

☆ منہ پک جانا (THRUSH):

بچے کے منہ میں سفید چھالا سا نظر آتا ہے۔ تالو اور زبان پر چھالے نظر آتے ہیں۔ سفید دھبوں کی درمیانی جگہ سرخ ہوتی ہے۔ جس کی وجہ ایک فنگس یعنی پھپھوندی ہے جو ماں کی اندام نہانی میں ہوتی ہے جسے ایلی کین کہتے ہیں۔ اس کی علامات بچے میں چوتھے دن ظاہر ہوتی ہیں۔ سفید دھبوں کو صاف کرنے سے نیچے سے زخم ظاہر ہوتا ہے۔ جس پر ڈیکاڈن پینٹ (DEQUADIN PAINT) یا نیسٹیٹین (NYSTATIN) سولیوشن لگاتے ہیں۔ ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیے۔ غفلت کرنے سے یہ مرض سانس کی نالیوں اور آنتوں میں بھی پھیل جاتا ہے۔ یہ مرض عام طور پر دبلے پتلے کمزور بچوں میں دیکھنے میں آیا ہے۔

☆ سانس کی شکایتیں:

بچے بڑی آسانی سے چھینکتے ہیں۔ بچے کے چھینکنے سے عام طور پر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسے زکام ہو گیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں۔ چھینکنے کے ساتھ جب تک اس کی ناک نہ بہے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اسے زکام ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ ناک میں اڑی کوئی رطوبت یا گرد بھی ہو سکتی ہے جو اڑ کر بچے کی ناک میں گولی سی بن گئی ہو۔

☆ دھیما سانس:

والدین یہ دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں کہ بچہ دھیما سانس لے رہا ہے یا وہ نیند میں خراٹے مارتا ہے۔ یہ دونوں طبعی حالتیں ہیں۔ والدین کو پریشان نہ ہونا چاہیے۔ کئی بچے روتے ہوئے ایک دم سانس لیتے ہیں جیسے سانس نہیں لے رہے۔۔ نیلے پیلے پڑ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔ بظاہر یہ کوئی خطرے والی بات نہیں۔ ایسی حالت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ والدین بچے کو گود میں لے کر جھولے کی طرح جھلاتے ہیں۔

Marfat.com

ایسا کرنے سے بچہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔

☆ آنکھ کی تکلیف:

بچہ کی آنکھ میں سوزش ہو جاتی ہے جو گونو کوکس (GONOCOCCUS) کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ تکلیف بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ اس تکلیف میں پنسلین استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ کئی بچوں کو پنسلین موافق نہیں آتی۔ اس لئے محتاط رہنا چاہیے۔ ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔

روزمرہ دیکھ بھال

☆ صفائی:

کامل صفائی اور پاکیزگی جہاں ایمان کا حصہ ہے وہاں اچھی صحت کا لازمی جزو ہے۔ کسی بھی قسم کی گندگی جراثیم کی افزائش کا سبب بنتی ہے۔ جس سے بچوں کو کئی طرح کی بیماریاں لگ سکتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ بچوں کی جلد بہت نرم و نازک ہوتی ہے اور ان کے جسم کے اندر بیماریوں سے مدافعت یا بچاؤ کی قوت اور صلاحیت بہت کم ہوتی ہے اس لئے معمولی اقسام کے جراثیم بھی شدید امراض میں مبتلا کر سکتے ہیں۔ جسم اور لباس کی صفائی کے ساتھ ساتھ بچے کے گردو پیش کا ماحول بھی نہایت صاف ستھرا ہونا چاہیے۔

☆ نیند:

نومولود بچوں کو زیادہ تر سوئے رہنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرنا ہوتا۔ وہ بچے جنہیں ضروری غذا میسر ہو، اور جو کسی عارضے میں مبتلا نہ ہوں غذا کے درمیانی وقفوں میں صرف سونا پسند کرتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض بچے بغیر کسی عارضے یا وجہ کے جاگتے بھی رہتے ہیں۔ صورت حال کچھ بھی ہو، بہتر طریقہ یہی ہے کہ بچے کو اپنی مرضی کے مطابق سونے یا جاگنے دیا جائے اور اس پر اوقات کی پابندی لازم نہ کی جائے، پھر

Marfat.com

بھی عادت بنانے کی خاطر بچوں کو اوقات غذا کی درمیانی وقفوں میں سلانے کی کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایسی صورت میں بچے عموماً اپنی غذا کے اوقات میں بیدار ہو جاتے ہیں۔ ایک سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے زیادہ تر بچے تمام رات سونے کے عادی ہو جاتے ہیں اور دن میں بھی ایک یا دو مرتبہ سو لیتے ہیں۔ بعد کے سالوں میں دن کے سونے کی عادت عموماً ختم ہو جاتی ہے۔

یہاں یہ ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض بچے پیٹ کے بل یا گھٹنوں کے بل سونا پسند کرتے ہیں۔ اس میں کوئی اندیشہ ہے نہ خرابی پھر بھی اس انداز کو وقتاً فوقتاً بدلنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

سوتے ہوئے بچے کو تیز روشنی اور شور سے بھی محفوظ رکھنا چاہیے۔

☆ حرکات و سکنات:

بچے کے لئے بازوؤں اور ٹانگوں کو ہلاتے رہنا ایک ضروری اور صحت مند عمل ہے۔ کوئی ایسی صورت پیدا نہیں ہونی چاہیے جس سے بازوؤں اور ٹانگوں کی آزادانہ حرکات میں رکاوٹ پیدا ہو۔ اسے کپڑوں اور چادروں میں اس حد تک نہ لپیٹنا چاہیے کہ وہ ہلنے جلنے سے ہی رہ جائیں اور جلد پر گرمی سے دانے نکل آئیں۔

ساتویں سے دسویں ماہ کے دوران بچے گھٹنا (Crawling) شروع کرتے ہیں اس کے لئے انہیں پورے مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ ان کے عضلات یا پٹھے اس قابل ہو سکیں کہ وہ بعد میں پاؤں پر کھڑے ہوں اور چلنے کی کوشش کریں۔

☆ ہوا اور دھوپ:

بچے کمروں کے باہر کھلی فضا کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ موسمی حالات کے مطابق بچوں کی کھلی فضا تازہ ہوا اور دھوپ سے لطف اندوز ہونے کا پورا موقع فراہم کرنا چاہیے۔ اس طرح ایک تو ان کی عام صحت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے دوسرے دھوپ کی وجہ سے ان کے جسم میں حیاتین د (وٹامن ڈی) پیدا ہوتا ہے۔ جو ہڈیوں کی نشوونما کے لئے بے حد ضروری ہے۔

Marfat.com

☆غسل:

۱- نومولود کے لئے پہلا غسل پہلے ہفتے کے آخری ایام میں دینا بہتر ہے اور اس کے بعد ہر روز غسل دینا صحت مند نومولود کے لئے ضروری ہے۔

۲- غسل کے لیے گیلا تولیہ یا اسفنج استعمال کرنا موزوں ہے۔

۳- ابتدائی ایام میں غسل کا مناسب وقت صبح کا دودھ پلانے سے پہلے ہے۔ جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا جائے غسل کے لئے سہ پہر کا وقت بھی رکھا جاسکتا ہے۔

۴- موسم کوئی بھی ہو بچے کو غسل ایسی جگہ دیا جائے جو مناسب حد تک گرم ہو اور اس میں کھلی ہوا نہ آ رہی ہو۔

۵- غسل شروع کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ اور ناخن صابن کے ساتھ اچھی طرح دھونے چاہیں۔

۶- غسل کے دوران بچے کے بیرونی اعضائے تناسل اچھی طرح صاف کیے جائیں۔ جسم سے تمام گندگی نہایت احتیاط اور توجہ سے صاف کی جائے۔ ختنے اور ناف کے زخموں کو گیلا ہونے سے مکمل طور پر بچایا جائے۔ آنکھیں ناک، منہ اور کان پوری احتیاط سے صاف اور خشک کیے جائیں۔ ابتدائی تین ماہ تک بچے کے منہ پر صابن استعمال نہ کیا جائے۔

۷- غسل کے لئے ہمیشہ (ہر موسم میں) نیم گرم پانی اور بے بی صابن استعمال کیا جائے۔

۸- غسل کے بعد بے بی لوشن اور بے بی پاؤڈر کا استعمال بھی کرنا چاہیے۔ خاص طور پر جلد کی سلوٹوں اور رگڑ کھانے والے حصوں پر پاؤڈر لگانا ضروری ہے۔

۹- غسل کے ضمن میں مائیں دو قسم کی شکایت کرتی ہیں:

i. بچے کو جب بھی غسل دیتے ہیں اس کو "سردی" لگ جاتی ہے۔

ii. بچے کو کئی کئی دن نہلاتے بھی نہیں پھر بھی نہ جانے اس کو سردی کیوں لگ جاتی ہے۔

Marfat.com

i پہلی صورت میں " سردی" لگ جانے کی وجہ یہ ہے کہ بچے کو غسل غلط طریقے سے دیا جاتا ہے مثلاً ایسے غسل خانے میں نہلاتے ہیں جو بہت سرد ہوتا ہے۔ اس سرد غسل خانے میں گرم پانی سے نہلانے سے جسم گرم پانی سے اتنا اثر پذیر نہیں ہوتا جتنا غسل خانے کی سرد فضا سے متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ غسل خانے کو پہلے سے گرم کرلیا جائے تب بچے کو وہاں نہلانے کے لئے لایا جائے۔ اس کا لباس بھی وہیں اتارا جائے اور نہلانے کے بعد دوسرا لباس بھی وہیں پہنایا جائے۔ مزید یہ کہ غسل خانہ بند ہونا چاہیے۔ تاکہ باہر سے سرد ہوا کی لہریں اندر نہ آسکیں۔

علاوہ ازیں بعض اوقات بچے کو کھلی دھوپ میں نہلاتے ہیں جہاں ہوا کی لہریں گیلے جسم کو فوری طور پر ٹھنڈا کردیتی ہیں۔ کھلی دھوپ میں بچوں کو ہرگز نہلانا نہیں چاہیے۔

ii. دوسری صورت میں " سردی" لگ جانے کی وجہ وہ گندگی ہے جو کئی دن غسل نہ دینے کی وجہ سے بچے کے جسم کے ساتھ رہتی ہے اور جراثیم کی پرورش اور افزائش کا سبب بنتی ہے۔

مندرجہ بالا دونوں صورتیں غلط ہیں۔ ضروری ہے کہ غسل کے ضمن جو ہدایات اوپر بیان ہو چکی ہیں انہیں غور سے پڑھا جائے اور ان پر عمل کیا جائے تو بچے ہر لحاظ سے محفوظ رہتے ہیں اور روزانہ کا غسل ان کی اچھی صحت کا ضامن بن جاتا ہے۔

☆ لباس:

لباس کے ضمن میں زیادہ تفصیلات کی ضرورت نہیں صاف ستھرا ہو موسم کی مناسبت سے جسم کو قدرے گرم رکھنے والا ہو۔ گیلے کپڑے فوراً تبدیل کئے جائیں ریشمی یا نائیلون قسم کے کپڑوں سے پرہیز کیا جائے۔

☆ اپنے بچے کو صحت مند رکھئے:

بچے کی صحت مندی کو یقینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ مہینے میں ایک بار اپنے

Marfat.com

ڈاکٹر سے اس کا معائنہ کراتے رہیں۔ کسی قسم کا کوئی مسئلہ یا عارضہ پیدا ہو تو فوراً اپنے ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

جہاں تک ممکن ہو بچے کو پر ہجوم مقامات پر لے جانے سے گریز کریں۔ ان لوگوں سے خصوصاً دور رکھیں جنہیں زکام، نزلہ یا کوئی اور متعدی مرض لاحق ہو۔ اسی طرح دوسرے چھوٹے بچوں کو نومولود کے بہت قریب رہنے سے بچائیں۔ تمام ملاقاتیوں کو بچے کا منہ چومنے سے باز رکھیں کیونکہ اس طرح خطرناک جراثیم بچے کو منتقل ہو سکتے ہیں۔

☆ بچے اور اس کے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔
☆ بچے کو ہر روز نہلانا اس کی صفائی اور صحت کا ضامن ہے۔
☆ نائیلون یا ریشمی کپڑے بچے کو مت پہنائیں۔
☆ چسنی کی ہرگز عادت نہ ڈالیں یہ بہت سی بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔
☆ اپنے بچے کو مریضوں سے دور رکھیں۔
☆ ہر کسی کو بچے کا منہ چومنے کی اجازت نہ دیں۔
☆ اس سے بڑوں کی بیماریاں بچوں کو منتقل ہو سکتی ہے۔

۲- اولاد کو گھٹی دینے کا حق

عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَ اَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءَ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءَ ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِىْ حِجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِىْ فِيْهِ فَكَانَ اَوَّلَ شَىْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ حَنَّكَهٗ بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَا لَهٗ وَ بَرَّكَ عَلَيْهِ وَ كَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ فِى الْاِسْلَامِ .(۱)

ترجمہ: حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ

(۱)۔ا۔(ترمذی، الجامع، باب المناقب، رقم حدیث: ۳۶۱۹)

Marfat.com

حاملہ تھیں مکہ میں۔ پس میں سفر پر روانی ہوئی اور میں قریب الحمل تھی۔ پس میں مدینہ آئی اور وادی قبا میں پڑاو کیا۔ پس میں حضرت عبد اللہ بن زبیر کو وادی قبا میں جنم دیا۔ پھر میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ پس آپ ﷺ نے انہیں اپنی گود میں رکھا۔ آپ ﷺ نے ایک کھجور منگوائی۔ پھر اس کو چبایا اور پھر حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں لعاب مبارک ڈالا۔ پس حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں جو پہلی چیز داخل ہوئی وہ حضور نبی اکرم ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں کھجور کھلوائی۔ پھر اُن کے لئے دعا کی اور برکت کی دعا بھی دی۔ پس آپ رضی اللہ عنہ پہلے بچے تھے جو اعلان اسلام کے بعد پیدا ہوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے تعامل کو بیان فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْ ءْتى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْ عُوْلَهُمْ بِالْبَرَ كَةِ زَادَ يُوْسُفُ وَ يُحَنِّكُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ بِالْبَرَكَةِ ۔ (١)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے نومولودوں کو رسول ﷺ کی خدمت میں لاتے تو آپ ﷺ ان کے لئے دعائے برکت فرماتے اور انھیں گھٹی دیتے۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے: **فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ** (٢)

٣- حقِ عقیقہ:

ساتویں دن اس کے سر کے بال منڈوائے، ان کے ہم وزن چاندی یا اس کی

(١)۔(احمد بن حنبل، مسند، رقم حدیث: ٢٣٢٧٨)

(١)۔(ابوداؤد، سنن، الکتاب الادب، رقم: ٣٣٢٢)

(٢)۔(مسلم، الصحیح، الکتاب الطہارۃ، رقم: ٣٣٠)

Marfat.com

قیمت صدقہ کرے اور اس کا نام رکھے (نام پہلے بھی رکھا جاسکتا ہے) ساتویں دن ہی وگرنہ جب مقدور ہو عقیقہ کرے بچہ ہو تو دو بکرے اور بچی ہو تو ایک بکری ذبح کر کے صدقہ کرے، عقیقہ کرنا نبی مکرم نور مجسم ﷺ کی سنت و متابعت ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْغَلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَ يُحْلَقُ رَاْسُهٗ۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچہ اپنے عقیقہ کا رہن ہوتا ہے۔ جو ساتویں روز اس کی طرف سے (اس کی رہائی کے لئے) ذبح کیا جائے اور بچہ کا نام رکھا جائے اس کا سر منڈوایا جائے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے بذات خود ان کا عقیقہ کیا اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ احْلِقِيْ رَاْسَهٗ وَ تَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً۔ (۲)

اے فاطمہ اس کا سر منڈواؤ اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهٖ وَيُسَمّٰى فِيْهِ وَ يُحْلَقُ رَاْسُهٗ "(۳)

ہر بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے میں گروی رکھا ہوا ہے ساتویں روز اس کی طرف سے کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اُسی کا نام رکھا جائے اور اس کے بالوں کو مونڈ دیا جائے۔

عقیقہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نوزائیدہ بچے کی طرف سے خدا کے شکریہ میں ذبح

(۱)۔ا۔(ترمذی، سنن، الکتاب الاضاحی عن رسول اللہ، رقم: ۱۴۴۲)

۲۔نسائی، سنن، الکتاب العقیقۃ، رقم: ۴۱۴۹

۳۔ابوداود، سنن، الکتاب الضحایا، رقم: ۲۴۵۵

(۲)۔ترمذی، سنن، الکتاب الاضاحی عن رسول اللہ، رقم: ۱۴۳۹

(۳)۔نسائی، سنن، الکتاب العقیقۃ، رقم، ۴۱۴۹

Marfat.com

کیا جاتا ہے لڑکے کی جانب سے دو جانور خواہ بکری دونوں ہوں یا دونوں بکرے ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُکَافَاتَانِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ ۔ (۱)

لڑکے کی طرف سے عقیقہ میں دو بکری اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کی جائے۔

لہٰذا بچے کے بال منڈوا کر چاندی کے برابر وزن کر کے خیرات کرنا مسنون ہے۔ اور سر کے منڈانے کے بعد سر پر زعفران کا ملنا بھی سنت ہے۔

اگر کسی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہیں ہوسکا تو چودھویں یا اکیسویں تاریخ جب ممکن ہو کر دینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اَلْعَقِيقَةُ تُذْبَحُ بِسَبْعٍ وَلِاَ رْبَعَ وَ لِاِحْدٰی عِشْرِيْنَ ۔ (۲)

عقیقہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں روز ذبح کیا جائے

اور عقیقہ میں بکری ہی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ بھیڑ، دنبہ، اونٹ، گائے بیل بھینس کا بھی عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُعَقُّ عَنْهُ مِنَ الْاِ بِلِ وَالْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ ۔ (۳)

اونٹ، گائے اور بکری کا عقیقہ ہوسکتا ہے۔

اور عقیقہ کے جانور میں قربانی کی شرطیں ضروری نہیں ہیں۔

اور اگر بچپن میں کسی کا عقیقہ نہیں ہوا ہے تو جوانی میں بھی اپنی طرف سے اپنا عقیقہ کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے بعد اپنا عقیقہ کیا تھا۔

اور عقیقہ ذبح کرتے وقت قربانی والی دعا پڑھو اور آخر میں یہ پڑھو۔

---

(۱)۔ ترمذی، سنن، الکتاب الاضاحی، رقم: ۱۴۳۳

(۲)۔ بیہقی، نیل الاوطار

(۳)۔ نیل الاوطار

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَقِیْقَۃُ فَلَانِ (فلاں کی جگہ بچہ کا نام لو) بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔

اے اللہ تیری طرف اور تیری رضا مندی کے لئے فلاں بچے کی طرف سے بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہوں

اور عقیقہ کے گوشت کی طرح ماں باپ وغیرہ بھی کھا سکتے ہیں اور عقیقہ کے دن بچے کا کوئی اسلامی اچھا سا نام رکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے بلائے جاؤ گے۔ اس لئے تم اچھا سا نام رکھو اور فرمایا۔ سب سے زیادہ پسندیدہ نام اللہ کے نزدیک عبد اللہ، عبد الرحمٰن ہے۔ اگر کسی کا اچھا نام نہیں ہے تو اس کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیے۔ عقیقہ میں بھی مذکورہ بالا کام مسنون ہے لیکن بعض جگہ اس عقیقہ میں بھی ناجائز رسمیں ادا کی جاتی ہیں۔ نمونے کے طور پر چند خراب رسمیں لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ ان کو معلوم کر کے چھوڑنے اور چھڑانے کی کوشش کرو۔

☆ عقیقے کی بعض رسموں کا بیان:

۱- بعض جگہ یہ رواج ہے کہ جب نائی بچے کا مونڈن کرنے کے لئے سر پر استرہ رکھتا ہے تو اسی وقت عقیقے کا جانور ذبح کیا جاتا ہے اور ایسا کرنے کو ضروری سمجھا جاتا ہے اس طرح کرنے کا ثبوت شریعت سے نہیں ہے بلکہ ایک لغو حرکت ہے۔

۲- بعض جگہ عقیقے کے دن رشتے اور برادری کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ بلکہ باقاعدہ دعوت دے کر بلایا جاتا ہے ہے اور سر مونڈنے کے بعد پیالے میں یا سوپ میں کچھ نقدی وغیرہ ڈالتے ہیں اور یہ نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور یہ فرض کے طور پر ادا کیا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک رسم بد ہے۔

۳- بعض جگہ یہ رواج ہے کہ عقیقے کی سری نائی اور ران دائی کو دنیا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں چاہے دو چاہے نہ دو۔ یہ اپنی مرضی پر موقوف ہے رسم

Marfat.com

ورواج پر دینا جائز نہیں۔

۴۔ بعض لوگ عقیقے کی ہڈیوں کو توڑنا برا سمجھتے ہیں اور اس سے شگون بد مراد لیتے ہیں یہ شگون مشرکانہ ہے۔

۵۔ بعض جگہ بچے کے دانت نکلنے کے وقت چنے کی گھونگھیاں تقسیم کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں یہ بھی رسم بد ہے۔

۶۔ بعض جگہ دودھ چھڑانے کے وقت بہت سی غلط رسمیں ادا کی جاتی ہے۔

۷۔ بعض جگہ سال گرہ کی رسم ادا کی جاتی ہیں اور اس موقع پر دعوت وغیرہ دی جاتی ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں اور مختلف مقامات میں مختلف رسمیں خلاف شرع ادا کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالی رسم بد سے بچائے اور شریعت کے مطابق کام کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

۴۔ حقِ ختنہ

اولاد کا ختنہ کرانا فطرت الٰہی اور انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی پیروی ہے۔

ساتویں روز جب سر کے بال مونڈے جا رہے ہوں ساتھ ہی ختنہ بھی کرا دیا جائے شیر خوارگی کی حالت میں ختنہ کرا دینا حیا کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ متاثرہ مقام بڑی آسانی سے مندمل ہو جاتا ہے۔ کتب طب میں ہے کہ سات روز تک بچہ کی جلد اتنی قلیل الحس ہوتی ہے کہ بچہ کو درد کا احساس نہیں ہوتا۔ نیز میرے خیال میں یہ نبی اکرم ﷺ کے درج ذیل ارشاد مقدس کی تعمیل بھی ہے حضرت سلمان بن عامر کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَاهْرِيقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى (۱)

(۱)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، الکتاب العقیقۃ، رقم: ۵۰۴۹

۲۔ ترمذی، سنن، الکتاب الاضاحی عن رسول اللہ، رقم: ۱۴۳۴

۳۔ ابوداؤد، سنن، الکتاب الضحایا، رقم: ۲۴۵۶

۴۔ ابن ماجہ، سنن، الکتاب الذبائح، رقم ۳۱۵۵

۵۔ احمد، مسند، الکتاب اول مسند المدنیین اجمعین، رقم: ۱۵۶۳۵

Marfat.com

بچہ کے ساتھ عقیقہ ہوتا ہے، اس کی طرف سے خون بہاؤ (عقیقہ کرو) اور اس سے تکلیف دہ چیز کو دور کرو۔ بذریعہ ختنہ الگ کی جانے والی جلد انسان کے لئے ضرر رساں ہے تو اس کو دور کرنا بھی اس ارشاد کے مطابق ساتویں دن ہی افضل ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ختنہ کا حکم دیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۰ برس تھی آپ نے اپنا ختنہ خود کیا۔ حضرت اسماعیل کا ختنہ ۱۳ برس کی عمر میں اور حضرت اسحٰق کا ساتویں روز ہی ہوا۔ پھر یہ ملت ابراہیمی و اسحاقی کا شعار ہوگیا بعد میں آنے والے تمام انبیا کرام علیہم السلام حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ (جن کے بعض نام لیوا عیسائی آج کل ختنہ نہیں کراتے تاہم انھیں حضرت عیسیٰ کے مختون ہونے کا اقرار بھی ہے) اور ان انبیا کے متبعین مختون ہوا کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے ختنہ کو سابق رسولوں کی سنت اور خصلت فطرت بیان فرمایا ہے۔

ختنہ کی اس سے زیادہ تاکید کیا ہوسکتی ہے کہ یہ اب مسلم امت کا شعار ہے اور یہی وہ ایک چیز ہے جس سے مسلمان کو شناخت کیا جاتا ہے۔

۵- حقِ رضاعت:

لفظ رضاعت اور اس کے دیگر مشتقات قرآن مجید میں دس مقامات پر آئے ہیں۔ اور اس کا معنی کچھ یوں ہے۔

ارضعت الام کان لھا ولد ترضعه . (۱)

ماں کا بچہ کو دودھ پلانا رضاعت کہلاتا ہے۔

فقہی اصطلاح میں بچہ کا پیدائش کے بعد پہلے دو سال میں ماں کے سینہ سے دودھ چوسنا رضاعت کہلاتا ہے اللہ کا فرمان ہے۔

وَالْوٰلِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ

(۱)۔ المعجم الاوسط

Marfat.com

الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِلَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ
لَاتُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّاوُسْعَهَا ۚ لَاتُضَآرَّوَالِدَةٌ ۢبِوَلَدِهَا وَلَامَوْلُوْدٌلَّهٗ
بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ
مِّنْهُمَاوَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا
اَوْلَادَكُمْ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَاسَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ
وَاتَّقُوااللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَاتَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ (۱)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں یہ (حکم) اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور پہننا دستور کے مطابق بچے کے باپ پر لازم ہے۔کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے، (اور) نہ ماں کو اس کے بچے کے باعث نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے سبب سے۔اور وارثوں پر بھی یہی حکم عائد ہوگا۔پھر اگر ماں باپ دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے (دو برس سے پہلے ہی) دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ ہیں، اور پھر اگر تم اپنی اولاد کو (دایہ سے) دودھ پلوانے کا ارادہ رکھتے ہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ جو تم دستور کے مطابق دیتے ہو انہیں ادا کر دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔

پیدائش کے بعد بچہ کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زندگی کی حفاظت اور افزائش کیلئے ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی غذا استعمال کرے اس لیے وضع حمل کے بعد عورت کے پستانوں میں قدرتی طور پر دودھ جاری ہوجاتا ہے اور بچہ کیلئے اس کے دل میں پیدا ہونے والی محبت وشفقت اسے بچہ کو دودھ پلانے پر اکساتی ہے۔اللہ تعالی نے عورت پر واجب کیا ہے کہ وہ بچہ کو پورے دوسال دودھ پلائے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ

(۱)۔البقرۃ،۲:۲۳۳

Marfat.com

مدت ہر طرح سے بچہ کی صحت کے لئے ضروری ہے۔

جدید میڈیکل ریسرچ سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ بچہ کے جسمانی ونفسیاتی تقاضوں کے پیش نظر دو سال کی مدت رضاعت ضروری ہے۔ یہ اسلام کی آفاقی اور ابدی تعلمات کا فیضان ہے کہ اہل اسلام کو زندگی کے وہ رہنما اصول ابتداہی میں عطا کر دیے گے جن کی تائید وتصدیق صدیوں بعد کی سائنسی تحقیقات کر رہی ہیں۔ (۱)

یہاں طلاق کے بعد یہ سوال طبعاً سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا، اس لئے ضروری تھا کہ بچہ کی پرورش کی ذمہ داریاں جو ماں باپ پر ہیں انہیں اس موقعہ پر بیان فرمادیا جائے۔ لہٰذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا۔

مسئلہ: ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلوانے کی قدرت واستطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے۔ اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔ (۲)

(۶) حقِ پرورش:

بچوں کی پرورش کرنا باپ کی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے قرآن حکیم فرماتا ہے:

لِيُنفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ط وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰهُ اللّٰهُ ط لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا ط سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا (۳)

(۱)۔(الحقوق الانسانية فی الاسلام ص۴۹۹)

(۲)۔(ضیاء القرآن ص۱۶۱)

(۳)۔الطلاق ۶۵:۷

Marfat.com

صاحب وسعت کو اپنی وسعت (کے لحاظ) سے خرچ کرنا چاہئے، اور جس شخص پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اسی (روزی) میں سے (بطور نفقہ) خرچ کرے جو اسے اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ اللہ کسی شخص کو مکلف نہیں ٹھہراتا مگر اسی قدر جتنا کہ اس نے اسے عطا فرما رکھا ہے، اللہ عنقریب تنگی کے بعد کشائش پیدا فرما دے گا ٥"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَامِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ، فَيُحْسِنُ اِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ اَوْ صَحِبَهُمَا اِلَّا اَدْ خَلَتَاهُ الْجَنَّةَ۔ (۱)

"جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ انہیں جوان ہونے تک کھلاتا پلاتا رہے تو وہ دونوں اسے جنت میں لے جائیں گی"

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَكُوْنُ لِاَ حَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلَاثُ اَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ اِلَيْهِنَّ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (۲)

---

(۱)۔ ۱۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الادب، باب بر الولد، ۲: ۱۲۱۰، رقم: ۳۶۷۰

۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۶۳

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۲۰۷، رقم: ۲۹۴۵

۴۔ ابویعلی، المسند، ۴: ۳۴۵، رقم: ۲۵۷۱ ۵۔ ابویعلی، المسند، ۵: ۱۲۸، رقم: ۲۷۴۲

۶۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۱۹۶، رقم: ۷۳۵۱ ۷۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۱۰: ۴۲۵، ۴۲۶، رقم: ۴۵۰، ۴۵۱

۸۔ کنانی، مصباح الزجاجہ، ۴: ۱۰۱ ۹۔ ہیثمی، موارد الظمآن: ۵۰۰، رقم: ۲۰۴۳

(۲)۔ ۱۔ ترمذی، السنن، ۴: ۳۱۸، ۳۲۰، رقم: ۱۹۱۲، ۱۹۱۶

۲۔ بخاری، الادب المفرد: ۴۲، رقم: ۷۹ ۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۲۲۱، رقم: ۲۵۴۳۸

۴۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۳: ۴۶، رقم: ۳۰۲۳

Marfat.com

"جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جَاءَتْنِی اِمْرَاۃٌ مَعَھَا ابْنَتَانِ تَسَالُنِی، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِی غَیْرَ تَمْرَۃٍ وَاحِدَۃٍ، فَاَعْطَیْتُھَا فَقَسَمَتْھَا بَیْنَ ابْنَتَیْھَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَحَدَّثْتُہُ، فَقَالَ: مَنْ بُلِیَ مِنْ ھٰذِہِ الْبَنَاتِ شَیْئًا، فَاَحْسَنَ اِلَیْھِنَّ، کُنَّ لَہُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ۔(۱)

"میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں، وہ مجھ سے کچھ مانگتی تھی۔ اس نے ایک کھجور کے سوا میرے پاس کچھ نہ پایا، میں نے اس کو وہی دے دی۔ اس نے کھجور دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور پھر اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے سارا ماجرا کہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بیٹیوں کے ذریعے آزمایا گیا اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا تو یہ اس کے لیے دوزخ سے حجاب بن جاتی ہیں"

اسی طرح ایک عورت اور حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

جَاءَتْنِی مِسْکِیْنَۃٌ تَحْمِلُ ابْنَتَیْنِ لَھَا، فَاَطْعَمْتُھَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَاَعْطَتْ کُلَّ وَاحِدَۃٍ مِّنْھُمَا تَمْرَۃً، وَرَفَعَتْ اِلٰی فِیْھَا تَمْرَۃً لِتَاْکُلَھَا، فَاسْتَطْعَمَتْھَا ابْنَتَاھَا، فَشَقَّتِ التَّمْرَۃَ الَّتِیْ کَانَتْ تُرِیْدُ اَنْ تَاْکُلَھَا

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد، ۵: ۲۲۳۴، رقم: ۵۶۴۹

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار، ۲: ۵۱۴، رقم: ۱۳۵۲

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی النفقۃ، ۴: ۳۱۹، رقم: ۱۹۱۵

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۳، ۸۷، ۲۴۳

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۲۰۱، رقم: ۲۹۳۹

Marfat.com

بَيْنَهُمَا، فَاَعْجَبَنِيْ شَانُهَا، فَذَكَرْتُ الَّذِيْ صَنَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ، اَوْ اَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ۔ (۱)

"میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس نے دو بیٹیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دے دی، پھر جو کھجور وہ کھانا چاہتی تھی اس کے بھی دو ٹکڑے کر کے انہیں کھلا دی۔ مجھے اس واقعہ سے بہت تعجب ہوا۔ میں نے رسول اکرم ﷺ سے اس عورت کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (بیٹیوں پر) اس (شفقت و رحمت) کی وجہ سے اس عورت کے لیے جنت واجب کر دی یا (فرمایا:) اسے دوزخ سے آزاد کر دیا"۔

۲-عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَاَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ .وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ ثَلَاثُ اَخَوَاتٍ اَوْثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْبِنْتَانِ اَوْاُخْتَانِ . (۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱)۔ا۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان، ۴: ۲۰۲۷، رقم: ۲۶۳۰

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۹۲ ۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۴۶۸، رقم: ۱۱۰۲۰

۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۹: ۴۶۸، ۴۶۹

(۲)۔ا۔ ابوداؤد، السنن کتاب الادب باب فی فضل من مال یتیما، ۴/ ۳۳۸۔ الحدیث رقم: ۵۱۴۷

۲۔ احمد بن حنبل فی المسند ۳/ ۹۷، رقم: ۱۱۹۴۳

۳۔ ابویعلی فی المسند ۴/ ۳۴۲، الحدیث رقم ۲۴۵۷

۴۔ الطبرانی فی المعجم الکبیر، ۱۱/ ۳۱۶، الحدیث رقم: ۱۱۵۴۲ ۵۔ الھیثمی فی مجمع الزوائد ۸/ ۱۶۲

۶۔ ابن شیبۃ فی المصنف، ۵/ ۲۲۱، الحدیث رقم: ۲۵۴۳۴

Marfat.com

جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں ادب سکھایا، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا، تو اس کے لیے جنت ہے اور ایک اور روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین بہنیں یا تین بیٹیاں۔ یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ اَمَنْ عَالَ جَارِ یَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنَا وَھُوَ کَھَاتَیْنِ وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ۔ (۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بچیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ گئیں۔ وہ قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان انگلیوں کی طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

بچوں کی حفاظت

نئے مہمان کی آمد خاندان کے لئے مسرت اور خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ نومولود کی ضروریات محدود ہوتی ہیں۔ اسے بہتر جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لیے مناسب خوراک، احساس تحفظ اور پیار کی ضرورت ہے۔ لیکن جو بچہ مسلسل توجہ حاصل کرنے کے لیے چیختا چلاتا رہتا ہے وہ اپنے والدین کے لیے اور گھر کے دیگر افراد کے لیے پریشانی کا باعث بن جاتا ہے۔ والدین سمجھداری سے کام لے کر شروع سے ہی بچے کو جبکہ وہ کافی حساس ہوتا ہے بہتر طور پر ٹریننگ دے سکتے ہیں۔ تاہم بالغ افراد کی طرح ہر بچہ بھی دوسروں سے مختلف ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ناممکن سی بات ہے کہ ایک ہی طرح کے قوائد تمام بچوں پر لاگو ہو سکیں۔ ایک ماہر نفسیات سے کسی ماں نے پوچھا کہ میں اپنے چھوٹے بچے کی کس طرح پرورش کروں کہ بڑا ہو کر یہ نارمل رہے۔ ماہر نفسیات کا جواب یہ تھا کہ مادام،

(۱)۔ مسلم، الصحیح کتاب البر والصلۃ والاداب رقم الحدیث: ۲۷۶۵

Marfat.com

افسوس ہے میں تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ ہاں پندرہ بیس سال بعد اگر تم اسے میرے پاس لاؤ میں اس کی شخصیت کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بتا سکوں گا کہ اس کی تربیت میں کون کون سی خامی رہ گئی تھی۔اس واقعے سے قاری کو اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ کیوں ہم جامد قسم کے سخت قوانین بچوں کی پرورش کے سلسلے میں بنانے سے قاصر ہیں۔ ہر بچہ ایک مختلف ایک بلکہ علیحدہ ہستی ہوتا ہے اور اس کی نفسیاتی ضروریات بھی مختلف ہو سکتی ہیں۔تاہم موٹی موٹی باتیں جن پر عمل کیا جانا چاہیے اس پر قدرے بحث کی جا سکتی ہے۔نومولود بچے کو اگر مناسب غذا ملتی رہے تو وہ اس وقت تک سویا رہتا ہے جب اسے مزید خوراک کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔اگر وہ سویا ہوا ہو تو اسے جگانا مناسب نہیں ہے۔ چھوٹا بچہ خوراک کے درمیان اگر چیختا چلاتا ہے تو عموماً کسی تکلیف کے باعث ایسا کرتا ہے لیکن سونے کی بجائے آرام سے پڑا رہے تو بھی اسے ہاتھوں میں اٹھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

والدین کے بعض بے ضرر قسم کے اعمال سے بچے کی اس طرح تربیت ہو جاتی ہے جسے کنڈیشننگ کہا جاتا ہے۔ اگر بچہ دیر تک چلاتا رہتا ہے تو وہ یہ بات سیکھ لیتا ہے کہ توجہ حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے۔اگر آپ اسے فوراً اٹھا کر خوراک مہیا کریں تو اسے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جب بھی وہ چلائے گا اسے خوراک مل جائے گی۔اگر اسے فوراً اٹھا کر پیار کیا جائے تو وہ امید کرنے لگتا ہے کہ ہمیشہ اسے رونے کہ بعد پیار ہی ملے گا۔اس کے برعکس اگر سونے میں اس کی مدد اور حوصلہ افزائی کی جائے تو وہ یہ بات بھی سیکھ جاتا ہے کہ خوراک کے بعد سونا ضروری ہے۔ ریڈیو کی ہلکی موسیقی، ماں کی لوری یا کلاک کی ٹک ٹک اسے سونے میں مدد دے سکتی ہے۔

بچہ جب تک ماں کا دودھ پیتا ہے۔عموماً راحت و آرام سے رہتا ہے۔لیکن جب مائیں فیشن یا مجبوری کے تحت بچے کو اوپری دودھ دینا شروع کر دیتی ہیں تو مصائب کی ابتداء ہو سکتی ہے اگر اس دودھ کی تیاری میں مناسب احتیاط نہ کی جائے۔دودھ صاف

Marfat.com

نہ کی ہو تو بچہ بڑی آسانی سے پیٹ کے امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔

☆ خوراک اور وٹامنز:

بچے کو اگر مناسب غذا اس کی عمر کے مطابق مہیا کی جائے تو اسے اضافی وٹامنز وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب تک ڈاکٹر کی رائے کے مطابق اسے اشد ضرورت محسوس نہ ہو وٹامنز وغیرہ استعمال کرانے نقصان دہ ہو سکتے ہیں اور اگر ڈاکٹر کی رائے کے مطابق وٹامنز دینے ضروری ہو جائیں تو کبھی بھی اس مقدار سے زیادہ نہ دیں جس کی ڈاکٹر نے ہدایت کی ہو۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ وٹامنز ہمیشہ خوراک کے بعد فورا بعد دینے چاہئیں، درمیانی عرصے میں دینا بے مقصد اور فضول ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بازار میں دستیاب مکچر ہمیشہ متوازن نہیں ہوتے اور انسان کو ممکن ہے ابھی تک کچھ غذائی اجزاء کا علم ہی نہ ہوا ہو۔ خوراک کے ساتھ انکے دینے میں ایک تو یہ فائدہ ہے کہ قدرتی طور پر خوراک میں موجود وٹامنز سے کچھ توازن ہو جاتا ہے، دوسرے بعض دوسرے وٹامنز صرف چکنائی میں حل ہوتے ہیں، ان کو پانی وغیرہ اپنی دانست میں بچے کو طاقت ور بنانے کے لئے ہرگز استعمال نہ کریں۔ بچے کو بچہ ہی رہنے دیں اسے کمیسٹری کی لیبارٹری نہ بنائیں۔

☆ لباس اور درجہ حرارت:

خوراک کے علاوہ بچے کے لباس پر توجہ دینا بھی ضروری ہے جو کہ موسم کی مناسبت سے لیکن قدرے ڈھیلا اور وزن میں ہلکا ہونا چاہیے۔ عام سوتی کپڑے سے تیار شدہ لباس سب سے بہتر ہوتا ہے۔ مصنوعی ریشوں سے تیار کردہ لباس سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے۔ سردیوں میں بچے کے سونے کے کمرے کا درجہ حرارت ۶۸ ڈگری فارن ہائیٹ سے کم نہیں ہونا چاہیے۔ چونکہ بچے کے دماغ میں پیدائش کے وقت جسمانی حرارت کو کنٹرول کرنے کا نظام صحیح کام نہیں کر رہا ہوتا اس لئے سردیوں میں بچے کو ہر ممکن سردی سے بچانا چاہیے اور مناسب کپڑے بھی پہنائے جائیں تا کہ اس کے جسم

Marfat.com

سے حرارت ضائع نہ ہو۔ حرارت کے جسم سے ضائع ہونے کی صورت میں بچوں کو اسی نسبت سے زیادہ آکسیجن استعمال کرنی پڑتی ہے جس سے بچے کی توانائی ضائع ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے عملی طور پر بچے کے ماحول کے درجہ حرارت کو مناسب حدود میں رکھنا بے حد ضروری ہے۔ سردی کے موسم میں مناسب کپڑوں کی عدم موجودگی میں بالغوں کی نسبت بچہ بہت جلد متاثر ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک تو اس کے جسم سے حرارت جلدی ضائع ہوتی ہے۔ دوسرے اس کا جسم اتنی تیزی سے حرارت پیدا کر سکتا جتنی تیزی سے بالغ افراد کر سکتے ہیں۔

گرمی کے موسم میں ہلکا سوتی لباس زیادہ مناسب ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ چھوٹے بچے سردی کی نسبت گرمی سے کم متاثر ہوتے ہیں۔ جسمانی درجہ حرارت سے ماحول کا درجہ حرارت دو ڈگری زیادہ بھی ہو جائے تو جسمانی درجہ حرارت کنٹرول کرنے کے لئے بچے کا سانس تیزی سے آنے لگتا ہے اور کچھ حرارت پسینے کی وجہ سے بھی خارج ہو جاتی ہے۔ اگر درجہ حرارت زیادہ بڑھ جائے تو جسمانی حرارت کو کنٹرول کرنے کی خاطر سانس کی رفتار میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور جسمانی حرکات کم ہو جاتی ہیں۔

☆ بچے کا غسل:

بچوں کو نہلانے کے سلسلے میں کسی قسم کے جنون یا نامعقولیت کا شکار نہ ہوں کیونکہ چھوٹے بچوں کا جسم اتنی جلدی گندہ نہیں ہوتا، جتنا بڑی عمر کے بچوں کا ہوتا ہے بچے کو ہر روز نہلانا بے سود بلکہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ اس سے ایک تو اس کے چھوٹے سے جسم سے حرارت تیزی سے خارج ہو جاتی ہے۔ دوسرے بچے کے جسم پر موجود حفاظتی چکنائی دھل کر رفع ہو جاتی ہے اور یوں بچے کی جلد ضرورت سے زیادہ حساس ہو کر متعدی امراض کا باعث بن سکتی ہے۔ ہفتے میں دو بار بچے کے لئے غسل کافی ہے۔ نہلانے کے لئے جو پانی استعمال کریں اس کا صاف ستھرا اور مناسب درجہ حرارت پر ہونا لازمی ہے۔ سردیوں کے موسم میں جس کمرے یا باتھ روم میں بچے کو غسل دینا مطلوب ہو اسے بھی مناسب حد تک گرم ہونا چاہیے اور بچے کے جسم سے اس وقت لباس اتاریں جب

Marfat.com

تمام تیاری مکمل ہو چکی ہو۔ بچے کو نہلانے کا عمل طویل نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی بچے کے جسم کے نازک حصوں کو رگڑ رگڑ کر دھونا مناسب ہے۔ نہلانے کے بعد صاف ستھرے تولیے میں بچے کو لپیٹ دیں۔

☆ بچوں کے دانت:

عموماً سات ماہ کی عمر میں بچوں کے دانت نکلنے لگتے ہیں اور ڈھائی سال کی عمر تک بیس دانت نکل آتے ہیں۔ اگرچہ اس بات کی کوئی سائنسی شہادت موجود نہیں ہے کہ بخار، سہال، اور تنفس کی بیماریاں دانت نکالنے کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ دانت نکلنے کے زمانے میں بچے کے منہ کی رطوبتوں میں اضافہ ہو سکتا ہے اور بچے میں چڑچڑاپن بھی پیدا ہونے کا امکان رہتا ہے۔ بعض اوقات رات کی نیند میں بھی کمی آجاتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں کسی قسم کا علاج موجود نہیں ہے۔

دانت نکلنے کا عمل ایک قدرتی عمل ہے جو بعض اوقات تکلیف دہ ثابت ہو سکتا ہے اور اس سے مسوڑھوں میں سوزش بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر آپ محسوس کریں کہ بچے کو اس کی وجہ سے درد محسوس ہو رہا ہے تو ڈاکٹر کے مشورے سے اسے بے بی اسپرین کی ایک ٹکیہ دی جا سکتی ہے۔ شکر کے زیادہ استعمال دودھ اور نشاستہ دار غذاؤں کے زیادہ دیر تک منہ میں رہنے کے سبب دانت خراب ہونے لگتے ہیں۔ جنگ کے زمانے میں جب چینی کی راشنگ ہو گئی تھی۔ دانتوں کے امراض کافی کم ہو گئے تھے۔ یہ خیال کرنا درست نہیں ہے کہ چونکہ بچوں کے دودھ کے دانت گر کر دوبارہ نئے دانت نکل آتے ہیں۔ اس لئے ان کی حفاظت اتنی اہم نہیں۔ دودھ کے دانتوں میں کیڑا لگ جانے کے باعث بچے کو تکلیف ہو سکتی ہے اور ساتھ ہی جڑوں میں انفیکشن ہو سکتا ہے۔ اگر خراب دانت کو نکالنا پڑ جائے تو اس کی جگہ دوسرا دانت ٹیڑھا نکل آتا ہے۔ اس لئے دودھ کے دانتوں کی حفاظت کرنی بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی مستقل دانتوں کی۔

(۷) تعلیم و تربیت کا حق

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کا واقعہ بیان فرمایا۔

Marfat.com

يَا بُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ط اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ (۱)

اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ، اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر، اور جو تجھے مصیبت پہنچے اس پر صبر کر، بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ (۲)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو (اچھی تربیت کرکے) اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

بچوں کی اچھی تربیت کر کے انہیں اچھا، ذمہ دار اور مثالی مسلمان بنانا والدین کی ذمہ داری ہے۔ان کی تربیت کے مختلف مراحل کا ذکر کرتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (۳)

"اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی ہو جائے، اور جب وہ دس سال کی ہو جائے تو (نماز نہ پڑھنے پر) اسے مارو، اور (دس سال کی عمر میں) انہیں الگ الگ سلایا کرو۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱)۔(لقمان،۳۱: ۱۷) (۲)۔التحریم ۶۶: ۶

(۱)۔۱۔ابوداود، السنن، کتاب الصلاۃ، باب متی یومر الغلام ،۱: ۱۳۳، رقم: ۴۹۵

۲۔مزی، تہذیب الکمال۔۸: ۳۳۹۸۔عسقلانی، فتح الباری، ۹: ۳۴۸

Marfat.com

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ۔ (۱)

"اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔"

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ کَانَ عِنْدَهٗ صَبِیٌّ فَلْیَتَصَابَ لَهٗ۔ (۲)

"جس کے ہاں کوئی بچہ ہو تو وہ اس کی اچھی تربیت کرے۔"

(۸) شفقت و رحمت کا حق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِیْمِیُّ جَالِسًا، فَقَالَ الْاَقْرَعُ: اِنَّ لِیْ عَشْرَةً مِنَ الْوَلَدِ، مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا۔ فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثُمَّ قَالَ: مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ۔ (۳)

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو چوما تو اقرع بن حابس تمیمی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، نے کہا: میرے دس

---

(۱)۔ ۱۔ ابن ماجۃ، السنن، کتاب الادب، باب بر الوالد، ۲: ۱۲۱۱، رقم: ۳۶۷۱

۲۔ قضاعی، مسند الشہاب، ۱: ۳۸۹، رقم: ۶۶۵

۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۱: ۶۷، رقم: ۱۹۶

۴۔ کنانی، مصباح الزجاجۃ، ۴: ۱۰۱، ۱۰۲، رقم: ۱۲۸۷ ۵۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۱: ۱۴

(۲)۔ ۱۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۳: ۵۱۳، رقم: ۵۵۹۸ ۲۔ حسینی، البیان والتعریف، ۲: ۲۲۸

(۱)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد، ۵: ۲۲۳۵، رقم: ۵۶۵۱

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب الاشتراک فی الهدی، ۴: ۱۸۰۸، رقم: ۲۳۱۸

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ، ۴: ۳۱۸، رقم: ۱۹۱۱

۴۔ ابوداود، السنن، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الرجل، ۴: ۳۵۵، رقم: ۵۲۱۸

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۲۸، ۲۶۹، ۵۱۴،

Marfat.com

بچے ہیں میں نے کبھی کسی کو نہیں چوما۔رسول اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَحِبُّوا الصِّبْيَانَ وَارْحَمُوْهُمْ، وَاِذَاوَعَدْتُمُوْهُمْ فَفُوْالَهُمْ، فَاِنَّهُمْ لَا يَرَوْنَ اِلَّا اَنَّكُمْ تَرْزُقُوْنَهُمْ۔(۱)

"بچوں سے محبت کرو اور ان پر رحم کرو، جب ان سے وعدہ کرو تو پورا کرو کیونکہ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ تم ہی انہیں رزق دیتے ہو۔"

(۹)عدل کا حق

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :اِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا، فَقَالَ : اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ ؟ قَالَ :لَا، قَالَ : فَارْجِعْهُ۔(۲)

---

(۱)۔۱۔بخاری، الصحیح، کتاب الھبۃ، باب الھبۃ الولد،۲:۹۱۳،۹۱۴، رقم:۲۴۴۶
۲۔مسلم، الصحیح، کتاب الھبات، باب کرھۃ تفضیل،۳:۱۲۴۱، رقم:۱۶۲۳
۳۔نسائی، السنن، کتاب النحل، باب ذکر اختلاف الالفاظ،۶:۲۵۸،۲۵۹، رقم:۳۶۷۴،۳۶۷۵
۴۔نسائی، السنن الکبری،۴:۱۱۶، رقم:۶۵۰۲
۵۔مالک، الموطا،۲:۷۵۱، رقم:۱۴۳۷ ۶۔ابن حبان، الصحیح،۱۱:۴۹۹، رقم:۵۱۰۰
۷۔عبدالرزاق، المصنف،۹:۹۷ ۸۔بیہقی، السنن الکبری،۶:۱۷۶،۱۷۸

(۲)۔۱۔بخاری، الصحیح، کتاب الھبۃ، باب الھبۃ الولد،۲:۹۱۳،۹۱۴، رقم:۲۴۴۶
۲۔مسلم، الصحیح، کتاب الھبات، باب کرھۃ تفضیل،۳:۱۲۴۱، رقم:۱۶۲۳
۳۔نسائی، السنن، کتاب النحل، باب ذکر اختلاف الالفاظ،۶:۲۵۸،۲۵۹، رقم:۳۶۷۴،۳۶۷۵
۴۔نسائی، السنن الکبری،۴:۱۱۶، رقم:۶۵۰۲
۵۔مالک، الموطا،۲:۷۵۱، رقم:۱۴۳۷ ۶۔ابن حبان، الصحیح،۱۱:۴۹۹، رقم:۵۱۰۰
۷۔عبدالرزاق، المصنف،۹:۹۷ ۸۔بیہقی، السنن الکبری،۶:۱۷۶،۱۷۸

Marfat.com

"ان کے والد انہیں لے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے، پھر عرض کیا: میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے۔ فرمایا: کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو ایسا ہی دیا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تو پھر اس سے واپس لے لو۔"

ایک اور سند سے مروی روایت میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَصَدَّقَ عَلَيَّ اَبِيْ بِبَعْضِ مَالِهِ، فَقَالَتْ اُمِّيْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لَا اَرْضٰي حَتّٰي تَشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَانْطَلَقَ اَبِيْ اِلَي النَّبِيِّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ عَلٰي صَدَقَتِيْ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ قَالَ: لَا، قَالَ: اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِيْ اَوْلَادِكُمْ فَرَجَعَ اَبِيْ، فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ۔ (۱)

"میرے والد نے اپنا کچھ مال مجھے ہبہ کر دیا تو میری والدہ نے کہا: میں اس پر تب راضی ہوں گی جب رسول خدا ﷺ کو اس پر گواہ لائے۔ میرے والد حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو ایسا ہی دیا ہے؟ میرے والد نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ پھر میرے والد نے وہ ہبہ واپس لے لیا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سَوُّوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ، فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا اَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ۔ (۱)

---

(۱)۔ ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الھبات، باب کراھۃ تفضیل ۳: ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، رقم: ۱۶۲۳

۲۔ ابوعوانہ، المسند ۳: ۶۰، ۲۶۰، رقم: ۵۶۸۹ ۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم ۲: ۳۰

(۱)۔ ۱۔ بیہقی، السنن الکبری ۶: ۱۷۷ ۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر ۱۱: ۳۵۴، رقم: ۱۱۹۹۷

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد ۴: ۱۵۳ ۴۔ عسقلانی، فتح الباری ۵: ۲۱۴

Marfat.com

"اپنی اولاد کو تحفہ دیتے وقت برابری رکھو، پس میں اگر ان میں سے کسی کو فضیلت دیتا تو بیٹیوں کو فضیلت دیتا"

(۱۰) حقِ یتیم:

یتیم بچے کے حقوق پر اسلام نے بہت زور دیا ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن حکیم میں تیئس مختلف مواقع پر یتیم کا ذکر کیا گیا ہے جن میں یتیموں کے ساتھ حسن سلوک، ان کے اموال کی حفاظت اور ان کی نگہداشت کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور ان کے ساتھ زیادتی کرنے والے، ان کے حقوق و مال غصب کرنے والے پر وعید کی گئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۔ (۱)

بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نری آگ بھرتے ہیں اور وہ جلد ہی دہکتی ہوئی آگ میں جا گریں گے۔

کیونکہ یتیم ہونا انسان کا نقص نہیں بلکہ منشائے خداوندی ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس نے اپنے محبوب ترین بندے سید المرسلین ﷺ کو حالت یتیمی میں پیدا فرمایا کہ آپ ﷺ کے والد ماجد آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے بھی پہلے وصال فرما چکے تھے۔ پھر چھ سال کی عمر میں ہی آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی انتقال فرما گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی اس کیفیت کا ذکر قرآن حکیم میں یوں کیا ہے۔

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰى ۔ (۲)

(اے حبیب ﷺ) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے (آپ کو معزز و مکرم) ٹھکانا دیا۔

---

(۲)۔ النساء۴: ۱۰ (۳)۔ الضحیٰ ۹۳: ۶

Marfat.com

پھر اس درِ یتیم ﷺ نے یتامیٰ کی محبت ان کے ساتھ شفقت وحسن سلوک اور احسان برتنے کی نہایت اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ آپ ﷺ نے یتامیٰ کی اچھی کفالت کرنے والے کو جنت کی خوشخبری دی اور ان کے حقوق یا مال کھانے والے کو دردناک عذاب کی وعید سنائی۔

قرآن حکیم کہتا ہے۔

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ۔ (۱)

سو آپ بھی کسی یتیم پر سختی نہ فرمائیں۔

ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا۔ (۲)

اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور بری چیز کو عمدہ چیز سے نہ بدلا کرو اور نہ ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر کھایا کرو یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَیْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔ (۳)

اور آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ فرما دیں! ان (کے معاملات) کا سنوارنا بہتر ہے، اور اگر انہیں (نفقہ وکاروبار میں) اپنے ساتھ ملا لو تو وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ اور اللہ خرابی کرنے والے کو بھلائی کرنے والے سے جدا پہچانتا ہے۔

وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰٓی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْھُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَیْھِمْ اَمْوَالَھُمْ ۚ وَلَا تَاْکُلُوْھَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّکْبَرُوْا ؕ

---

(۱)۔ الضحیٰ ۹۳:۹

(۲)۔ النساء ۴:۲

(۳)۔ البقرۃ ۲:۲۲۰

Marfat.com

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا .(۱)

اور یتیموں کی (تربیت) جانچ اور آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور (حسن ترتیب) دیکھ لو تو ان کے مال ان کے حوالے کردو اور ان کے مال فضول خرچی اور جلد بازی میں (اس اندیشے سے) نہ کھا ڈالو کہ وہ بڑے ہو (کر واپس لے) جائیں گے اور جو کوئی خوشحال ہو وہ (مال یتیم سے) بالکل بچارہے اور جب تم ان کے مال ان کے سپرد کرنے لگو تو ان پر گواہ بنالیا کرو اور حساب لینے والا اللہ ہی کافی ہے۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا (۲)

اور (یتیموں سے معاملہ کرنے والے) لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ناتواں بچے چھوڑ جائے (مرتے وقت) ان کے حال پر (کتنے) خوفزدہ اور (فکرمند) ہوتے، سو انہیں (یتیموں کے بارے میں) اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور (ان سے) سیدھی بات کہنی چاہیے بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نری آگ بھرتے ہیں۔ اور وہ جلد ہی دہکتی ہوئی آگ میں جا گریں گے۔

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ (۳)

---

(۱)۔ النساء ۴:۶

(۲)۔ النساء ۴:۹، ۱۰ (۳)۔ الانعام ۶:۱۵۲

Marfat.com

اور یتیم کے مال کے قریب مت جانا مگر ایسے طریق سے جو بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۝ (۱)

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے تو یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (یعنی یتیموں کی حاجات کو رد کرتا ہے اور انہیں حق سے محروم رکھتا ہے) اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا (یعنی معاشرے سے غریبوں اور محتاجوں کے معاشی استحصال کے خاتمے کی کوشش نہیں کرتا)۔

کَلَّا بَلْ لَّا تُکْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۝ وَتَاْکُلُوْنَ التُّرَاثَ اَکْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝۔ (۲)

یہ بات نہیں بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ عزت اور مال و دولت کے ملنے پر) تم یتیموں کی قدر و اکرام نہیں کرتے۔ اور نہ ہی تم مسکینوں (یعنی غریبوں اور محتاجوں) کو کھانا کھلانے کی (معاشرے میں) ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو۔ اور وراثت کا مال سمیٹ کر خود ہی کھا جاتے ہو (اس میں سے افلاس زدہ لوگوں کا حق نہیں نکالتے)۔ اور تم مال و دولت سے حد درجہ محبت رکھتے ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُحْسَنُ اِلَیْهِ، وَ شَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُسَاءُ اِلَیْهِ۔ (۳)

---

(۱)۔ (الماعون ۱۰۷:۱، ۲، ۳) (۲)۔ (الفجر ۸۹:۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰)

(۳)۔ ۱۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الادب، باب حق الیتیم، ۲:۱۲۱۳، رقم ۳۶۷۹

(۲) بخاری، الادب المفرد: رقم: ۱۳۷ (۳) ابن مبارک، الزہد: ۲۳۰، رقم ۶۵۴

(۴) عبد بن حمید، المسند: ۴۲۷، رقم ۱۴۶۷ (۵) طبرانی، المعجم الاوسط: ۵:۹۹، رقم ۴۷۸۵۔

(۶) منذری، الترغیب والترہیب، ۳:۲۳۶، رقم: ۳۸۴۔

Marfat.com

"مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک ہو"

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِى الْجَنَّةِ هٰكَذَا . . وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ۔ (۱)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا نے فرمایا۔

وَالَّذِىْ بَعَثَنِىْ بِالْحَقِّ اِلَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ رَحِمَ الْيَتِيْمَ، وَلَانَ لَهٗ فِى الْكَلَامِ، وَرَحِمَ يُتْمَهٗ وَضَعْفَهٗ، وَلَمْ يَتَطَاوَلْ عَلٰى جَارِهٖ بِفَضْلِ مَآاٰتَاهُ اللّٰهُ ۔وَقَالَ :يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ :وَالَّذِىْ بَعَثَنِىْ بِالْحَقِّ اِلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَدَقَةً مِنْ رَجُلٍ وَلَهٗ قَرَابَةٌ مُحْتَاجُوْنَ اِلٰى صَدَقَتِهٖ وَيُصَرِّفُهَا اِلٰى غَيْرِهِمْ، وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ : لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ (۲)

---

(۱)۔ا۔ بخاری، الصحیح، کتاب الطلاق، باب العان، ۵:۲۳۲، ۲۲۳۷، رقم:۴۹۹۸، ۵۶۵۹

۲۔ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب البر، باب ماجاء فی الرحمت، ۴:۳۲۱، رقم:۱۹۱۸

۳۔ابن حبان، الصحیح، ۲:۲۷، رقم:۷۵۵۳ ۴۔ابو یعلی، المسند، ۱۳:۵۴۶، رقم:۷۵۵۳

۵۔رویانی، المسند، ۲:۲۱۶، رقم:۱۰۶۷، ۱۱۹۷ ۶۔بیہقی السنن الکبری، ۶:۲۸۳، رقم:۱۲۴۲

(۲)۔ا۔طبرانی، المعجم الاوسط، ۸:۳۴۶، رقم:۸۸۲۸

۲۔دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۴:۳۷۸، ۳۷۹، رقم:۷۱۰۵

۳۔منذری، الترغیب والترتیب، ۲:۱۸

۴۔منذری، الترغیب والترہیب، ۳:۲۳۷ ۵۔ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳:۱۱۷

Marfat.com

"قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: اللہ تعالی روز قیامت اس شخص کو عذاب نہیں دے گا جس نے یتیم پر شفقت کی، اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی۔ اور معاشرے کے محتاجوں وکمزوروں پر رحم کیا۔ اور جس نے اللہ تعالی کی طرف سے ہونے والی عطا کی وجہ سے اپنے پڑوسی پر ظلم نہ کیا، پھر فرمایا: اے امت محمدی: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: اللہ تعالی روز قیامت اس شخص کی طرف سے صدقہ قبول نہیں کرے گا جس نے غیروں پر صدقہ کیا حالانکہ اس کے اپنے رشتہ دار اس کے صدقہ کے محتاج تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے: اللہ تعالی روز قیامت اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔"

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

مَنْ وَلِیَ لِیَتِیْمٍ مَالًا فَلْیَتَّجِرْ بِهِ وَلَا یَدَعْهُ حَتّٰی تَاْکُلَهُ الصَّدَقَةُ۔ (۱)

"جس کو کسی یتیم کے مال کا ولی بنایا گیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس مال سے تجارت کرے اور اس کو یونہی پڑا رہنے دے مبادا زکوٰۃ ادا کرتے کرتے وہ مال ختم ہو جائے گا"

(۱۱) حقِ لقیط

لقیط اس بچہ کو کہا جاتا ہے جو راستہ میں پڑا ہوا ملے اور جس کے والدین کا پتہ نہ ہو۔ فقہی اصطلاح میں لقیط اس بچہ کو کہا جاتا ہے جس کا نسب معلوم نہ ہو کیونکہ اس کے گھر والوں نے زنا کی تہمت سے بچنے کیلئے یا کسی اور وجہ سے اسے پھینک دیا ہو۔ لہٰذا جب راستہ پر یا کسی جگہ پر گرا پڑا بچہ ملے تو اسے زمین سے اٹھانا، اس کے ساتھ شفقت برتنا

(۱)۔ بیہقی، السنن الکبری، ۶: ۲

Marfat.com

اور اس کی حفاظت کرنا اللہ تعالی کے اس قول کی روشنی میں واجب ہو جاتا ہے۔

وَمَنْ اَحْيَا هَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ (۱)

اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اُس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا کیونکہ بچہ کو زمین سے اٹھانا ہی اسے زندگی دینا ہے اور یہ اسی طرح واجب ہے جس طرح حالت اضطرار میں صرف زندگی بچانے کی حد تک حرام کھانے کی اجازت مل جاتی ہے۔

ثانیا لقیط کا بھی حق ہے کہ وہ آزاد ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ویسے بھی حکم دیا ہے اگر ملتقط (بچہ اٹھانے والا) یا کوئی اور شخص یہ دعوی کرے کہ بچہ اس کا غلام ہے تو بغیر گواہوں کے اس کا دعوی نہ سنا جائے گا کیونکہ اس کی حریت و آزادی اس کے ظاہر حال سے ثابت ہو سکتی ہے اس لیے بغیر دلیل کے اس کے ظاہر کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ (۲)

ثالثا لقیط کا حق ہے کہ اس کا خرچہ بیت المال سے کیا جائے۔ اگر اس کے ساتھ کچھ مال بندھا ہوا پایا گیا ہو وہ اسی کا متصور ہو گا مثلا اس کے جسم پر موجود کپڑے یا اگر وہ جانور پر بندھا پایا گیا تو وہ جانور اس کا ہو گا۔ اس صورت میں خرچ اس کے اپنے مال سے کیا جائے گا کیونکہ بیتا المال میں سے خرچ ضرورت کی بناء پر ہوتا ہے اور جب اس کے پاس مال ہو تو ضرورت ثابت نہیں ہوتی۔ (۳)

(۱۲) حق نان ونفقہ:

وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنفِقُوْنَ؟ قُلِ الْعَفْوَ، كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ: وَقَالَ الْحَسَنُ اَلْعَفْوُ اَلْفَضْلُ۔ (۴)

---

(۱)۔ المائدہ ۵: ۳۲

(۲)۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ۶: ۱۹۷، ۱۹۸

(۳)۔ کاسانی، بدائع الصنائع ۶: ۱۹۸، ۱۹۸

(۴)۔ البقرہ ۲: ۲۱۹

Marfat.com

اور آپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کیا آپ کچھ خرچ کریں؟ فرمادیں جو ضرورت سے زائد ہو (خرچ کردو) اسی طرح اللہ تمہارے لئے (اپنے) احکام کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم غور وفکر کرو۔ (تمھارا غور وفکر کرنا) دنیا اور آخرت (دونوں کے معاملات) میں (رہے)۔

اور امام حسن بصری نے کہا (اس آیت میں) عفو سے وہ مال مراد ہے (جو اپنی ضروری خرچ کے بعد) بچا رہے۔

"اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ، نَفَقَةً عَلٰی اَهْلِهٖ وَهُوَ یَحْتَسِبُهَا کَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً (۱)

اپنی جورو بال بچوں پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں اس کو صدقے کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ۔ (۲)

ایک دینار تو نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور ایک دینار تو نے غلام کو آزاد کروانے میں خرچ کیا اور ایک دینار تو نے مسکین پر صدقہ دیا اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا سب سے بڑا اجر اس پر ہے جو تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔

(۱۳) حقِ دعا:

جس طرح والدین کا حق ہے کہ ان کے لیے اولاد دعا کریں اس طرح اولاد کا بھی حق ہے کہ والدین اپنی اولاد کے لیے دعا کیا کریں اور یہ دعا کرنا انبیاء کی سنت ہے

(۱)۔ بخاری، الصحیح کتاب النفقات، رقم: ۴۹۳۲

(۱)۔ مسلم، الصحیح، الکتاب الزکوت، رقم الحدیث: ۱۶۶۱

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ میں اولاد کے لیے دعا کی۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۔ (۱)

اے میرے رب: مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے

اے ہمارے رب: اور تو میری دعا قبول فرما۔

اللہ تعالیٰ صالحین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ لوگ ان الفاظ میں دعا کرتے ہیں۔

رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔(۲)

اے ہمارے رب: ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔

(۱۴) جنت میں اولاد کا والدین سے ملنے کا حق:

اللہ تعالیٰ نے ایمان والے والدین کو ایمان والے بچوں یعنی کے (اولاد) جو جنت میں اکھٹے رکھنے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَابِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ ط کُلُّ امْرِیءٍ م بِمَا کَسَبَ رَھِیْنٌ ۔ (۳)

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو (بھی درجات جنت میں) ان کے ساتھ ملا دیں گے (خواہ ان کے اپنے عمل اس درجہ کے نہ بھی ہوں یہ صرف ان کے صالح آباء کے اکرام میں ہوگا) اور ہم ان (صالح آباء) کے ثواب اعمال سے بھی کوئی کمی

---

(۱)۔ابراہیم،۱۴:۴۰

(۲) الفرقان۔۲۵:۷۴

(۳)۔الطور،۵۲:۲۱

Marfat.com

نہیں کریں گے، (علاوہ اس کے) ہر شخص اپنے ہی عمل کی (جزاوسزا) میں گرفتار ہوگا۔

اور نیک لوگوں کے لیے جوفرشتے دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ (۱)

اے ہمارے رب: اور انہیں (ہمیشہ رہنے کے لیے) جنات عدن میں داخل فرما۔ جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمارکھا ہے ان کے آباء واجداد سے اور ان کی بیویوں سے اور ان کی اولادوذریت جو نیک ہوں (انہیں بھی ان کے ساتھ

داخل فرما) بیشک تو ہی غالب، بڑی حکمت والا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ؕ : (۲)

(جہاں) سدابہار باغات ہیں ان میں وہ لوگ داخل ہونگے اور ان کے آباء واجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو بھی نیک کار ہوگا اور فرشتے ان کے پاس (جنت کے) ہر دروازے سے آئیں گے انہیں خوش آمدید اور مبارک باد دیتے ہوئے کہیں گے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کے صلہ میں، پس (اب دیکھو) آخرت کا گھر کیا خوب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الطور:۲۱ کے معنی میں چارروایات ہیں۔

---

(۱)۔المومن، ۴۰:۸

(۲)۔الرعد، ۱۳:۲۳، ۲۴

Marfat.com

۱- النحاس نے "الناسخ والمنسوخ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو اس کے ساتھ جنت کے درجہ میں بلند کرے گا، خواہ مومن کی اولاد کا عمل اس سے کم ہو، تا کہ اولاد کو اپنے ساتھ جنت میں دیکھ کر مومن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

۲- سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو مومن کے ساتھ اس کے درجے میں بلند فرمائے گا خواہ اس کی اولاد کا عمل اس کے برابر نہ ہو تا کہ اولاد کی وجہ سے مومن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

ابو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرفوع روایت ہے اور اسی طرح واجب ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کر سکتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فعل کی خبر دی ہے۔ زمخشری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کیلئے انواع واقسام کی خوشیاں جمع کرے گا۔ مومنین خود کامیاب ہو کر جنت میں پہنچیں گے پھر ان کا کشادہ جسم حوروں سے نکاح کر دیا جائے گا اور جنت میں وہ اپنے دیگر بھائیوں سے مانوس ہوں گے اور ان کی اولاد بھی ان کے ساتھ جنت کے اسی درجہ میں ہوگی۔

المھدی نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے ساتھ اس کی نابالغ اولاد کو ملا دے گا۔ ذریت کا اطلاق چھوٹی اور بڑی اولاد دونوں پر ہوتا ہے۔ اگر ذریت سے مراد یہاں نابالغ اولاد ہو تو "بایمان" دونوں مفعولوں سے حال ہوگا اور اس کا وہی معنی ہوگا جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اگر ذریت سے مراد بڑی اولاد ہو تو "بایمان" دونوں فاعلوں سے حال ہوگا اور اس کا معنی ہوگا کہ مومنوں کی جو اولاد ایمان لانے میں ان کی پیروی کرے گی وہ ان کے ساتھ جنت میں ہوگی۔

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اس آیت میں ایمان والوں سے مراد جہاں مہاجرین اور انصار ہیں اور ذریت سے مراد تابعین ہیں اور ان سے ایک اور

Marfat.com

روایت ہے کہ اگر آباء کا درجہ بلند ہو تو اللہ تعالیٰ ابناء کو آباء کے درجہ میں رکھ دے گا اور اگر ابناء کا درجہ زیادہ بلند ہو تو اللہ تعالیٰ آباء کو ابناء کے درجہ میں رکھ دے گا پھر آباء ذرّیت کے لفظ میں داخل ہو جائیں گے(۱) جیسا کہ اس آیت میں آباء ذریت میں داخل ہیں:

وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ۔ (۲)

اور ان کیلئے ایک نشانی یہ ہے کہ ان کے آباء کو (یعنی نسلِ انسانی کے آباء کو) بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔

۴۔حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعا روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان میں سے ایک شخص اپنے ماں باپ اپنی بیوی اور اپنی اولاد کے متعلق سوال کرے گا انہوں نے وہ درجہ

نہیں پایا جو تمہیں حاصل ہے پس وہ کہے گا۔اے میرے رب: میں نے اپنے لیے بھی عمل کیا ہے اور ان کے لیے بھی عمل کیا ہے پھر یہ حکم دیا جائے گا کہ ان کو اس کے درجے کے ساتھ ملا دیا جائے۔

حضرت ام المومنین خدیجہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے والدین، کے متعلق سوال کیا جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :وہ دونوں وزخ میں ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے پر ناگواری کے اثرات دیکھے تو فرمایا: اگر تم ان کی جگہ دیکھ لو تو تم ان سے بغض رکھو گی۔انہوں نے سوال کیا :میری اولاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی ہے؟ فرمایا :وہ جنت میں ہے پھر فرمایا بے شک مومنین اور ان کی اولاد جنت میں ہے اور مشرکین اور ان کی اولاد دوزخ میں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت (الطور۲۱:۵۲) پڑھی۔

---

(۱) تبیان القرآن، جلد :۱۱، ص:۴۴۴

(۲)۔یٰسین ۳۶:۴۱

Marfat.com

یعنی ہم اولاد کی عمر کم ہونے کی وجہ سے ان کے اعمال کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کریں گے اور نہ اولاد کو آباء کے ساتھ ملانے کی وجہ سے آباء کے اعمال کے ثواب میں کوئی کمی کریں گے اور "ھم" کی ضمیر ایمان والوں کی طرف راجع ہے۔

ابن زید نے کہا: اس آیت کا معنی ہے: ہم ایمان والوں کے ساتھ ان کی نابالغ اولاد کو ملا دیں گے جو ابھی عمل کرنے کی عمر کو نہیں پہنچے اور "ھم" ضمیر ذریت کی طرف راجع ہے۔

اس آیت کے آخر میں فرمایا: ہر شخص اپنے اعمال کے ساتھ گروی ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت اہل دوزخ کی طرف راجع ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کو دکھایا کہ اہل جہنم اپنے اعمال کے ساتھ ہیں اور اہل جنت اپنی نعمتوں کے ساتھ ہیں اس لیے فرمایا: ہر شخص اپنے اعمال کے ساتھ گروی ہے۔(۱)

☆ مومنوں کی بالغ اور کافر اولاد ان کے ایمان کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں گی:

باپ کی شفقت اپنی اولاد پر جس طرح دنیا میں بہت زیادہ ہوتی ہے اسی طرح آخرت میں بھی اس کی شفقت اولاد پر بہت زیادہ ہوگی۔ اس وجہ سے اللہ تعالی نے اپنے بندوں کا دل اس طرح خوش کیا کہ وہ آباء کو جنت میں اولاد سے الگ نہیں کرے گا بلکہ ان کو جنت میں جمع کر دے گا۔ اگر اس پر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر بیٹا بڑا ہو کر کافر ہو جائے تو پھر باپ کی شفقت کا تقاضا کیوں پورا نہیں ہوتا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ باپ اور بیٹے کا رشتہ ایمان کی وجہ سے قائم ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔ (۲)

مومنین آپس میں بھائی ہیں۔ سو جب کفر کو اختیار کرے تو اس کا مسلمان شخص

(۱) تبیان القرآن جلد: ۱۱ ص: ۴۴۵

(۲)۔ الحجرات، ۴۹: ۱۰

Marfat.com

سے ولدیت اور شفقت کا رشتہ منقطع ہو گیا جیسے نوح ؑ کا بیٹا جب اسلام نہیں لایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمھارے اہل سے نہیں ہے قرآن پاک میں ہے۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (۱)

فرمایا: اے نوح: وہ تمھارے اہل سے نہیں ہے اس کے اعمال ٹھیک نہیں ہیں۔

۱۵۔حقِ تربیت:

عَنْ عُمَرِ بْنِ اَبِیْ سَلْمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِیْ تَطِيْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ مِمَّا يَلِيْكَ ۔ (۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ میں حجر میں حضور نبی اکرم ﷺ کا غلام تھا۔اور میرے سامنے دستر خوان تھا پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ اے غلام !اللہ کا نام لے اور داہنے ہاتھ سے کھانا شروع کر دے۔اور جو تیرے سامنے ہے وہ کھا۔

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اس کے والدین اس کا مذہب تبدیل کرا دیتے ہیں۔حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْيُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ۔ (۳)

---

(۱)۔ھود، ۴۶:۱۱

(۲)۔ا۔مسلم الصحیح، ج ۳: ۱۵۹۹، رقم حدیث: ۲۰۲۲ ۲۔بخاری الصحیح، ج ۵: ۲۰۵۶، رقم حدیث: ۵۰۶۱

(۳)۔ا۔بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین ۱: ۴۶۵، رقم ۱۳۱۹

۲۔بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی ۱: ۴۵۷، رقم: ۱۲۹۲

۳۔مسلم، الصحیح، کتاب القدر، باب معنی کل مولود ۴: ۲۰۴۷، رقم: ۲۶۵۸

۴۔ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب القدر، باب ماجاء کل مولود ۴: ۴۴۷، رقم: ۲۱۳۸

۵۔ابوداؤد، السنن، کتاب السنۃ، باب فی ذراری المشرکین ۴: ۲۲۹، رقم: ۴۷۱۴

۶۔مالک، الموطا ۱: ۲۴۱، رقم: ۵۷۱ ۷۔احمد بن حنبل، المسند ۲: ۲۳۳، ۲۷۵، ۳۴۶، ۳۹۳، ۴۱۰، ۴۸۱

Marfat.com

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"۔

بچوں کو اسلامی تعلیمات سے شناسا کرنے اور انہیں اسلامی آداب زندگی سکھانا ماں باپ کا فرض ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَه، فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى، وَاَقَامَ فِیْ اُذُنِهِ الْيُسْرٰى، لَمْ يَضُرُّهُ اُمُّ الصِّبْيَانِ۔(۱)

" جس کے ہاں بچہ کی ولادت ہو تو وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے، اس کی برکت سے بچہ کی ماں کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی۔"

اس طرح ایک بچہ کو پیدائش کے وقت سے اس آفاقی حکم سے روشناس کرا دیا جاتا ہے جو زندگی میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا۔

(۱۶) حقِ اسم:

بچہ کا یہ حق ہے اس کا پیارا سا نام رکھا جائے۔ اسلام سے قبل عرب اپنے بچوں کے عجیب نام رکھتے تھے، حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسے نام ناپسند فرمائے اور خوبصورت نام رکھنے کا حکم دیا۔ امام طوسی روایت کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا حَقُّ اِبْنِىْ هٰذَا قَالَ : تَحَسَّنْ اِسْمَه، وَاَدَبَه، وَضَعَهُ مَوْضِعًا حَسَنًا۔ (۲)

---

(۱) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۱۲: ۱۵۰، رقم: ۶۷۸۰

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۳۹۰، رقم: ۸۶۱۹

۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۳: ۶۳۲

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۵۹

(۲) محمد بن احمد صالح، الطفل فی الشریعۃ الاسلامیۃ: ۷۴

Marfat.com

"ایک شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! میرے اس بچے کا مجھ پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کا اچھا نام رکھ، اسے آداب سکھا اور اسے اچھی جگہ رکھ (یعنی اس کی اچھی تربیت کر)۔"

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَآئِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَائِكُمْ۔ (۱)

"روز قیامت تم اپنے ناموں اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے اس لئے اپنے نام اچھے رکھا کرو"۔

حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَسَمُّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ، وَاَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللهِ عَبْدُاللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَاَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ، وَاَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةٌ۔ (۲)

---

(۱)۔ ۱۔ ابوداود، السنن، کتاب الاداب، باب فی تغیر الاسماء ۴: ۲۸۷، رقم: ۴۹۴۸
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۹۴ ۳۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۸۰، رقم: ۲۶۹۴
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۱۳۵، رقم: ۲۱۳ ۵۔ عبد بن حمید، المسند: ۱۰۱، رقم: ۲۱۳
۶۔ ابن جعد، المسند: ۳۶۰، رقم: ۲۴۹۲ ۷۔ بیہقی، السنن الکبری، ۹: ۳۰۶
۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۳۹۳، رقم: ۸۶۳۳ ۹۔ ہیثمی، موارد الظمآن: ۴۸۹، رقم: ۱۹۴۴

(۲)۔ ۱۔ ابوداود، السنن، کتاب الادب، باب فی تغیر الاسماء ۴: ۲۸۷، رقم: ۴۹۵۰
۲۔ نسائی، السنن، کتاب الخیل، باب ما یستحب، ۶: ۲۱۸، رقم: ۳۵۶۵
۳۔ نسائی، السنن الکبری، ۳: ۳۷، رقم: ۴۴۰۶ ۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۴۵
۵۔ بخاری، الادب المفرد: ۲۸۴، رقم ۸۱۴ ۶۔ ابویعلی، المسند، ۱۳: ۱۱۳، رقم: ۷۱۶۹
۷۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۳: ۴۸، رقم: ۳۰۳۰ ۸۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰: ۵۷۸

Marfat.com

"انبیائے کرام کے ناموں پر اپنے نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کو ناموں میں سے، عبداللہ، اور، عبدالرحمٰن، زیادہ
پسند ہیں۔ سب ناموں سے سچے نام، حارث، اور، ہمارا، ہیں جب کے سب سے برے نام، حرب، اور، مرہ، ہیں"۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں:

لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحَسَنَ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟قَالَ: قُلْتُ :سَمَّيْتُهُ حَرْبًا ۔ فَقَالَ: بَلْ هُوَ حَسَنٌ ۔ فَلَمَّا وُلِدَتِ الْحُسَيْنُ، جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَا سَمَّيْتُمُوْهُ ؟قَالَ :قُلْتُ : سَمَّيْتُهُ حَرْبًا ۔ قَالَ : بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ ۔ثُمَّ لَمَّا وُلِدَتِ الثَّالِثُ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟ قُلْتُ : سَمَّيْتُهُ حَرْبًا ۔ قَالَ : بَلْ هُوَ مُحْسِنٌ ۔ ثُمَّ قَالَ : اِنَّمَا سَمَّيْتُهُمْ بِاسْمِ وُلْدِ هَارُوْنَ شَبْرٌ وَّ شَبِيْرٌ وَّ مُشَبِّرٌ ۔(۱)

"جب فاطمہ کے ہاں حسن کی ولادت ہوئی تو حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام "حرب" رکھا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ "حسن" ہے۔ پھر جب حسین کی ولادت ہوئی تو حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام "حرب" رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ "حسین" ہے۔ پھر جب تیسرا بیٹا

---

(۱)۔ ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۸۰، رقم: ۴۷۷۳

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۸، رقم: ۹۳۵

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۴۱۰، رقم: ۶۹۸۵ ۴۔ بخاری، الادب المفرد: ۲۸۶، رقم: ۸۲۳

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۳: ۹۶، رقم: ۲۷۷۳، ۲۷۷۴ ۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۵۲

Marfat.com

پیدا ہوا تو حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام "حرب" رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ اس کا نام "محسن" ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے ان کے نام ہارون (علیہ السلام) کے بیٹوں شبر، شبیر کے نام پر رکھے ہیں"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيَّرَ اِسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: اَنْتِ جَمِيْلَةُ۔ (۱)

"رسول اکرم ﷺ نے "عاصیہ" کا نام بدل دیا اور فرمایا: تم "جمیلہ" ہو"۔

حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصرم نام کا ایک شخص کچھ لوگوں کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ جب آپ ﷺ کے استفسار پر اس شخص نے اپنا نام بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم "زرعہ" ہو۔ (۲)

امام ابوداؤد السنن (۴: ۲۸۹) میں لکھتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ نے "عاص"، عزیز، عتلہ، شیطان، حکم، غراب، حباب،

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الادب، باب استحباب تغیر الاسم، ۳: ۱۶۸۶، رقم: ۲۱۳۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب ماجاء فی تغیر الاسماء، ۵: ۱۳۴، رقم: ۲۸۳۸

۳۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی تغیر الاسم، ۴: ۲۸۸، رقم: ۴۹۵۲

۴۔ بخاری، الادب المفرد: ۲۸۵، رقم: ۸۲۰ ۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۸

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۱۳۵، ۱۳۶، رقم: ۵۸۱۹، ۵۸۲۰

۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۳۰۷ ۸۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۲۱۳، رقم: ۵۴۴

۹۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۳: ۴۹، رقم: ۲۰۳۴

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی تغیر الاسم، ۴: ۲۸۸، رقم: ۴۹۵۴

۲۔ رویانی، المسند، ۲: ۴۶۹، رقم: ۱۴۹۰ ۳۔ شیبانی، الآحاد والمثانی، ۲: ۴۲۷، رقم: ۱۲۲۰

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۱۹۶، ۲۹۸، رقم: ۵۲۳، ۸۷۴

۵۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۴: ۹۰، ۳۱۱، رقم: ۱۳۰۶، ۱۴۹۴ ۶۔ ابن خیاط، الطبقات: ۴۳

Marfat.com

شہاب، وغیرہ نام بدل دیئے۔ پس "شہاب" کا نام "ہشام" رکھا، "حرب" کا نام "سلم" رکھا اور "مضطجع" کا نام "منبعث" رکھا۔ جس زمین کو "عفرہ" کہا جاتا تھا اس کا نام "خضرہ" رکھا اور "شعب الضلالہ" کا نام "شعب الھدیٰ" رکھا۔ "بنو زینت" کا نام "بنو رشدہ" رکھا اور "بنی مغویہ" کا نام "بنی رشدہ" رکھا۔

(۱۷) حقِ نسب:

بچے کے لئے نسب کا حق صرف اسی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ماں باپ کا بھی حق ہے۔ باپ کا حق اس نسبت سے ہے کہ وہ اپنی اولاد کے تحفظ اور تعلیم و تربیت کا اختیار رکھتا ہے، اسے اپنی اولاد کی سرپرستی اور ولایت کا حق ہے۔ جب اولاد محتاج ہو اور باپ کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اسے اولاد کے لیے کمانے کا حق ہے اور اگر اولاد باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے تو وہ اولاد ترکہ میں حصہ پائے گی' اسی طرح ثبوت نسب ماں کا حق بھی ہے کیونکہ اولاد ماں کا جزو ہے اور وہ فطری طور اس بات کی شدید خواہش رکھتی ہے کہ اپنی اولاد کی حفاظت اور بہتر پرورش کرے۔ اسی طرح ماں کے بڑھاپے اور طاقت نہ رکھنے کی صورت میں اس پر خرچ کرنا اولاد کا فرض ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نسب کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے پوری جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥(۱)

"تم ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے باپ (ہی کے نام) سے پکارا کرو، یہی اللہ کے نزدیک زیادہ عدل ہے، پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو (وہ) دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔ اور اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں جو تم نے غلطی سے کہی لیکن (اس پر ضرور گناہ ہوگا) جس کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہو، اور اللہ بہت بخشنے والا

(۱)۔ الاحزاب، ۳۳:۵

Marfat.com

اور رحم فرمانے والا ہے o"

اپنا حقیقی نسب تبدیل کرنے والے کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ، وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ۔(۱)

"جو اپنے باپ کو علاوہ کسی اور کے متعلق دعوی کرے اور وہ جانتا ہو کہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے"

یہی نہیں بلکہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے اسے کفر سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا:

لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآءِ کُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَهُوَ کُفْرٌ۔(۲)

"اپنے آباء واجداد سے منہ نہ پھیرو، جو اپنے باپ سے منہ پھیر کر دوسرے کو باپ بنائے تو یہ کفر ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالی حکم دیتے ہیں کہ جب انہیں بلاؤ تو ان کو ان کے حقیقی باپوں کی نسبت سے بلاؤ۔ انہیں ان لوگوں کا بیٹا کہہ کر مت پکارو جنہوں نے انہیں متبنی بنایا ہے اور اگر تمہیں ان کے حقیقی باپوں کا علم نہیں ہے تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی ہیں انہیں بھائی یا دوست کہہ کر پکارو۔ عربی زبان میں وہ لڑکا جسے اپنے حقیقی باپ کے

(۱)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الفرائض، باب من ادعی، ۶: ۲۴۸۵، رقم: ۶۳۸۵

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوہ الطائف، ۴: ۱۵۷۲، رقم: ۴۰۷۱

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان، ۱: ۸۰، رقم: ۶۳

۴۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی الرجل، ۴: ۳۳۰، رقم: ۵۱۱۳

۵۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الحدود، باب الحدود، باب من ادعی الی، ۲: ۸۷۰، رقم: ۲۶۱۰

(۱)۔ ۱۔ بخاری۔ الصحیح، کتاب بدء الحق۔ باب ماجاء فی قولہ: ۶: ۲۴۸۵، رقم ۶۳۸۶

۲۔ مسلم۔ الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان، ۱: ۸۰، رقم ۶۲

۳۔ ابو عوانہ، المسند، ۱: ۳۳، رقم: ۵۷

Marfat.com

علاوہ کسی اور کی نسبت منسوب کیا جائے اسے الدعی کہتے ہیں اس کی جمع الادعیاء ہے جو یہاں مذکور ہے اس کا مصدر الدعوۃ ہے اس آیت سے اپنے نسب کی حفاظت کا حکم بھی دیا گیا ہے اور اس بات سے سختی سے روک دیا کہ کوئی شخص دانستہ اپنے آپ کو کسی غیر کا بیٹا کہے۔(۱)

۱۸-حقِ زواج:

اولاد کے حد بلوغ کو پہنچ جانے پر والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کی شادیوں کی فکر کریں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ وُلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ (۲)

ترجمہ: حضرت ابوسعید اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس کے ہاں اولاد ہو وہ اس کا عمدہ نام رکھے، اسے حسن ادب سکھائے، جب بالغ ہو جائے اس کی شادی کر دے۔ اگر اولاد بالغ ہو گئی اور والد نے شادی نہ کی اس طرح اس سے کوئی حرام کاری سرزد ہو گئی تو اس کا گناہ اس کے باپ کو بھی ہوگا۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِی التَّوْرَاۃِ مَكْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُہٗ اِثْنَتٰی عَشْرَۃَ سَنَۃً وَلَمْ یُزَوِّجْھَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلٰی اَبِیْھَا، (۳)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول

---

(۱)۔(ضیاء القرآن ج ۴، ص ۱۲)

(۲)۔احمد بن حنبل، مسند، ج ۳۶: ۱۲۲، رقم حدیث ۲۱۸۷

(۲)۔(مشکوٰۃ ص ۲۷۱ باب الولی فی النکاح، الفصل الثالث)

(۳) رواھما البیھقی فی شعب الایمان

Marfat.com

اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی بیٹی بارہ برس کو پہنچ گئی اور اس نے اس کی شادی نہ کی اس طرح وہ کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھی اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔

اس سلسلے میں بنیادی طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ رشتہ تلاش کرتے وقت دین داری اور تقوی شعاری کو شریعت اسلامیہ نے نہایت اہم مقام دیا ہے اس کی وجہ پہلے عرض کی جا چکی ہے کہ اسلام اپنی اصلاحات کا نفاذ اولین بنیاد۔ سے شروع کرتا ہے کہ جب اصل درست اور صالح ہوگی تو اس پر رکھی جانے والی عمارتیں بھی صحیح اور درست ہوں گی۔

نکاح میں حقِ رضا:

ہر بالغ لڑکا لڑکی حسب مرضی نکاح کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ بلکہ نکاح ہونا بھی مرضی ومحبت سے چاہیے۔

قرآن کریم میں ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ ۔(۱)

عورتوں میں سے جو پسند ہوں ان سے نکاح کرو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ ۔(۲)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

دینا کا بہترین مال اچھی بیوی ہے۔

---

(۱)۔ (النساء،۴:۳)

(۲)۔ ۱۔ مسلم، الصحیح، الکتاب الرضاع، رقم: ۲۶۶۸۔

۲۔ نسائی، سنن الکتاب النکاح، رقم: ۳۱۸۔

۳۔ ابن ماجت، سنن، الکتاب النکاح، رقم: ۱۸۴۵۔

Marfat.com

تَزَوَّجُو االْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ۔(۱)

محبت کرنے والیوں، بچے جننے والیوں سے نکاح کرو۔

"اِذَا خَطَبَ اَحَدَ کُمُ الْمَرْاَةُ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَا یَدْعُوْهُ اِلٰی نِکَاحِهَا فَلْیَفْعَلْ" (۲)

جب تمہیں کوئی عورت پیغام نکاح دے تو اگر اس کو دیکھنا ممکن ہو تو دیکھے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح بھیجا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا۔

هَلْ نَظَرْتَ اِلَیْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّهٗ احری ان یودم بینکما۔(۳)

"تو نے اس عورت کو دیکھا؟ میں نے عرض کی نہیں، فرمایا دیکھ لے۔ یہ تم دونوں میں موافقت والفت کے قریب تر ہے"

پسند کی شادی وہ حق ہے جو اسلام نے ہر مرد وعورت کو دیا ہے۔لہٰذا اس پر عمل ہونا چاہیے اور والدین کو اس میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے۔البتہ لڑکا لڑکی بھی پسند کی شادی والدین کو اعتماد میں لیکر خاندانی آداب کے تحت کریں۔ماں باپ غلط فیصلے نہ کریں اور نہ زبردستی اپنی پسند بچوں پر ٹھونسیں اور بچے ماں باپ کو اعتماد میں لیے بغیر یہ فیصلے نہ کریں۔شادی سے پہلے لڑکا لڑکی والدین اور اہل خاندان کی موجودگی میں مناسب اور باوقار طریق سے ایک دوسرے کو دیکھیں یہ شرعی تقاضا ہے کسی رسم ورواج کو اس میں حائل نہ کیا جائے اور لڑکے لڑکی سے یہ حق سلب نہ کیا جائے۔اسی طرح حق مہر اور

(۱)۔ا۔ابوداؤد،سنن،الکتاب النکاح،رقم الحدیث:۱۷۵۴

۲۔احمد،مسند،الکتاب باقی مسند المکثرین،رقم:۱۲۱۵۲،۸:۱۳ ۳۔مشکواۃ،ص:۲۶۷

(۲)۔ا۔ابوداؤد،سنن،الکتاب النکاح،رقم:۱۷۸۳

۲۔احمد،مسند،الکتاب باقی مسند المکثرین،رقم:رقم:۱۴،۵۹:۱۴۳۴ ۳۔مشکواۃ،ص:۲۶۷

(۳)۔ا۔نسائی،سنن،الکتاب النکاح،رقم:۳۱۸۲

۲۔مشکوٰۃ،ص:۳۶۹

Marfat.com

دوسرے تحفظات جولڑکی کا بنیادی شرعی حق ہے اس پر کوئی قدغن نہیں ہوئی چاہیے حق مہر لڑکی کا ہے جو دس درہم (تقریباً ڈھائی تولہ چاندی) سے کم جائز نہیں۔ یہ کم سے کم حد ہے۔ زیادہ کی حد نہیں۔ لڑکی جتنا چاہیے لے سکتی ہے۔ خواہ فوری لے یا جب چاہے۔ دباؤ سے حق مہر کم کروانا یا معاف کروانا ظلم وتعدی ہے جس کا ماں باپ عدالت خاوند یا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ لڑکے لڑکی جبکہ غیر محرم ہوں اجنبی ہوں ان میں کوئی رشتہ محبت ملاقاتیں یا میل ملاپ رکھنا سب حرام ہے استثنائی صورت صرف نیت نکاح ہے۔

ہمارے ہاں دو طرح کا ظلم ہو رہا ہے ایک طرف والدین کی طرف سے اتنی سخت پابندی اور دوسری طرف ماڈرن طبقہ لڑکے لڑکی کو اتنا فری کر دیتے ہیں کہ نکاح سے پہلے ہی جہاں چاہیں دورے کریں۔ جتنے دن چاہیں ساتھ چلیں پھریں کوئی روک ٹوک نہیں یہ سراسر حرام اور فحاشی ہے۔

اسلام راہ اعتدال ہے افراط وتفریط سے پاک۔ نہ ماڈرن گمراہ لوگوں کی سی آزادی نہ دقیانوس لوگوں کی سی پابندی کہ شادی کرنے والے ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکیں۔ اپنی مرضی سے شادی نہ کر سکیں۔ تیس روپے حق مہر وغیرہ لہٰذا ان مسائل شرع کو جاننے اور زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ بچیوں اور بچوں کے حقوق و مستقبل محفوظ ہوں۔ (۱)

نکاح میں لڑکی کی اجازت کا حق:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِیْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا، (۲)

غیر شادی شدہ عورت اپنے ولی سے زیادہ اپنا حق رکھتی ہے اور کنواری سے اس کے بارے میں اس کی اجازت لینا ہو گی اور اس کی اجازت اس کی

۱۔ (منہاج الفتاویٰ جلد سوئم ص ۴۴)

۲۔ مسلم، الصحیح، الکتاب النکاح، رقم: ۲۵۴۵)

Marfat.com

خاموشی ہے۔

ایک صحابیہ حضرت خنساء بنت حذام شیبہ تھیں ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا۔ان کو یہ پسند نہ تھا، آقا کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے ان کا نکاح رد فرما دیا۔

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا، (۱)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میرے باپ نے میری ناپسندیدگی کے باوجود میرا نکاح کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دے دیا (منظور کرے یا رد کرے)۔

عاق کرنا جائز نہیں:

عَنْ سَهْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ (اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عِبَادًا لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ) قِيْلَ لَهٗ مَنْ اُولٰٓئِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ (مُتَبَرِّئٌ مِنْ وَالِدَيْهِ رَاغِبٌ عَنْهُمَا وَ مُتَبَرِّئٌ مِنْ وَلَدِهٖ وَرَجُلٌ اَنْعَمَ عَلَيْهِ قَوْمٌ فَكَفَرَ نِعْمَتَهُمْ وَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ) (۳)

۱۔ بخاری، الصحیح، الکتاب الاکراہ، رقم: ۶۴۳۲۔

(۲)۔ ۱۔ ابن ماجۃ، سنن، الکتاب النکاح، رقم: ۱۸۶۵۔

۲۔ ابوداؤد، سنن الکتاب النکاح، رقم: ۱۷۹۴۔

(۳)۔ ۱۔ احمد بن حنبل، مسند، ج ۳۴: ۳۹۷، رقم حدیث: ۱۵۶۳۶ ۲۔ طبرانی، معجم الکبیر، ج ۲: ۳۲۷

۳۔ الھیثمی، مجمع الزوائد، ج ۵: ۱۵

Marfat.com

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت والے دن کچھ اللہ کے بندے ایسے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ ہی ان کو پاک صاف کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نگاہ رحمت کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا یہ لوگ کون ہو گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے والدین سے دور ہونے والا اور اپنی اولاد سے بری ہونے والا (بے زار ہونے والا) اور ایسا شخص جس پر اس کی قوم نے انعام کیا اور وہ اس انعام کا انکار کرے اور ان سے نفرت کا اور بے زاری کا اظہار کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجتہ الوداع میں ارشاد فرمایا:

وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔

ترجمہ: اور بچہ صاحب بستر کا ہے اور زانی کیلئے پتھر (سنگ سار کرنا) ہے۔

اسلام میں اولاد کو عاق کرنے کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ باعث عذاب ہے اور یہ بات بھی کریم آقا نے واضح فرما دی کہ زانی کو سنگ سار کیا جائے گا اور جو بچہ پیدا ہو گا اس کی نسبت اسی کی طرف ہو گی جس کا نکاح اس عورت سے ہو گا۔

اس حدیث پاک سے تو رشتہ جوڑنے کا حکم مل رہا ہے توڑنے کا نہیں۔ اور جو رشتہ توڑے گا اس کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

Marfat.com

حاصلِ کلام

۱- سب سے پہلا حق وجود اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل کم قوم سے نہ کرے کہ بری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔

۲- دین دار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پر نانا ماموں کی عادات و افعال کا بھی اثر پڑتا ہے۔

۳- زنگوں، رحبشیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچہ کو بدنما نہ کر دے۔

۴- جماع کی ابتداء بسم اللہ سے کرے۔ ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔

۵- اس وقت شرمگاہ زن پر نظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔

۶- زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے۔

۷- مرد و زن کپڑا اوڑھ لیں، جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچہ کے بے حیا ہونے کا اندیشہ ہے۔

۸- جب پیدا ہو۔ فوراً سیدھے (دائیں) کان مین اذان اور بائیں کان مین تکبیر کہے کہ خلل شیطان دام الصبیان سے بچے۔

۹- چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر بچہ کے منہ میں ڈالے کہ حلاوت اخلاق کی فال حسن ہو۔

۱۰- ساتویں اور اگر نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے۔ دختر کے لئے ایک بکری، پسر کے لیے دو بکرے کہ اس میں بچہ کا گویا رہن سے چھڑانا ہے۔

۱۱- ایک ران دائی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔

Marfat.com

۱۲- سر کے بال اتروائے۔

۱۳- بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔

۱۴- سر پر زعفران لگائے۔

۱۵- بچہ کا نام رکھے۔ یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے۔ ورنہ اللہ عزوجل کے یہاں شاکی ہوگا۔

۱۶- برا نام نہ رکھے کہ فال بد ہے۔

۱۷- عبداللہ، عبدالرحمٰن، احمد، حامد وغیرہا عبادت وحمد کے نام یا انبیاء اولیاء یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے۔ خصوصا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کی دنیا وآخرت میں کام آتی ہے۔

۱۸- جب محمد نام رکھے تو اُس کی تعظیم وتکریم کرے۔

۱۹- مجلس میں اس کے لئے جگہ چھوڑے۔

۲۰- مارنے، برا کہنے میں احتیاط رکھے۔

۲۱- جو مانگے، بدرجہ مناسب دے۔

۲۲- پیار میں چھوٹے لقب پر بے قدر نام رکھے کہ پڑا ہوا نام پھر مشکل سے چھوٹتا ہے۔

۲۳- ماں خواہ نیک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دو سال تک بچہ کو دودھ پلوائے۔

۲۴- رذیل یا بد افعال عورت کے دودھ سے بچہ کو بچائے، کیونکہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے،

۲۵- بچہ کا نان نفقہ اس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے۔ جن میں حضانت بھی داخل یعنی دایہ وغیرہ سے پرورش کرانا اور دودھ پلوانا وغیرہ۔

۲۶- اپنے حوائج وادے واجبات شریعت سے جو بچے اس میں عزیزوں، قریبوں، محتاجوں، غریبوں کو شامل کرے۔ سب سے پہلے حق عیال واطفال کا ہے جوان

Marfat.com

سے بچے وہ اوروں کو پہنچے۔

۲۷- بچہ کو پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں لاتا ہے۔

۲۸- اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے، بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کا تابع رکھے، جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دے، ان کی طفیل میں آپ بھی کھائے، زیادہ نہ ہو تو انہی کو کھلائے۔

۲۹- خدا تعالی کی ان امانتوں کے ساتھ مہر ولطف کا برتاؤ رکھے، انہیں پیار کرے، بدن سے لپٹائے۔ کندھے پر چڑھائے، ان کے ہنسنے، کھیلنے، بہلنے کی باتیں کرے۔

۳۰- ان کی دلجوئی دلداری، رعایت، محافظت ہر وقت حتی کہ نماز خطبہ میں محفوظ رکھے۔

۳۱- نیا میوہ، نیا پھل پہلے ان کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے۔

۳۲- کبھی کبھی حسب مقدور انہیں شیرینی وغیرہ کھانے، پہننے، کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرعا جائز ہو دیتا ہے۔

۳۳- بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچہ سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کے پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

۳۴- اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر یکساں دے، ایک دوسرے پر بے فضیلت دینی ترجیح نہ دے۔

۳۵- سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے۔

۳۶- بیمار ہوں تو علاج کرے۔

۳۷- حتی الامکان سخت وموذی علاج سے بچائے۔

۳۸- زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر لا الہ الا اللہ۔ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے۔

۳۹- جب تمیز آئے تو ادب سکھائے۔ کھانے پینے بولنے، ہسنے بولنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے حیا، لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، استاد۔

۴۰- دختر کو شوہر کی اطاعت کے طریقے اور آداب بتائے۔ قرآن پڑھائے۔

Marfat.com

۴۱- استاد نیک، صالح، متقی، صحیح العقیدہ، سن رسیدہ کے سپرد کرے اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔
۴۲- بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔
۴۳- عقائد اسلام وسنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی قبول حق پر مخلوق ہے۔ اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔
۴۴- حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی محبت وتعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان وعین ایمان ہے۔
۴۵- حضور پرنور ﷺ کے آل واصحاب واولیاء وعلماء کی محبت وعظمت کی تعلیم کرے کہ اصل سنت وزیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔
۴۶- سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی بتاکید شروع کردے۔
۴۷- علم دین خصوصا وضو، غسل، نماز روزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت صدر ولسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل، حرص وطمع، حب جاہ، ریا، عجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے۔
۴۸- پڑھانے سکھانے میں رفق ونرمی ملحوظ رکھے۔
۴۹- موقع پر چشم نمائی، تنبیہہ، تہدید کرے، مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا، بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔
۵۰- مارے تو منہ پر نہ مارے۔
۵۱- اکثر اوقات تہدید وتخویف پر قانع رہے، کوڑا قمچی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔
۵۲- زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت پرنشاط باقی رہے۔
۵۳- مگر زنہار بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بدتر ہے۔
۵۴- نہ ہرگز بہار دانش، مینا بازار، مثنوی غنیمت وغیرہا کتب وعشقیہ وغزلیات فسقیہ

Marfat.com

دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔

۵۵- جب بچہ دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے۔

۵۶- اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلائے، جدا بچھونے، جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔

۵۷- جب جوان ہو شادی کرے، شادی میں وہی رعایت قوم دین وسیرت وصورت ملحوظ رکھے۔

۵۸- اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانیوں کا احتمال ہو اسے امر وحکم کے صیغہ سے نہ کہے بلکہ برفق ونرمی بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے حقوق میں نہ پڑے۔

۵۹- اسے میراث سے محروم نہ کرے، جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کل جائیداد دوسرے وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں۔

۶۰- اپنے بعد مرگ بھی ان کی فکر رکھے، یعنی کم از کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے، ثلث سے زیادہ خراب نہ کرے۔

۶۱- پڑھنا لکھنا سکھائے۔

۶۲- پیرنا سکھائے۔

۶۳- سپہ گری سکھائے۔

۶۴- بیٹوں کا اعلان کے ساتھ اس کا ختنہ کرے

۶۵- دختر کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے، بلکہ نعمت الٰہیہ جانے اور اسے سینا' پرونا' کاتنا' اور کھانا پکانا سکھائے۔

۶۶- نو برس کی عمر سے بیٹیوں کو نہ اپنے پاس سلائے، نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے، اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔

۶۷- شادی، برات میں جہاں گانا، ناچ ہو ہرگز ہرگز نہ جانے دے، اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو، کیونکہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بھی بہت ہے۔

۶۸- دختروں کو بیگانوں کے گھروں میں جانے کی مطلقا بندش کرے۔ بلکہ اپنے گھر

Marfat.com

کوان پر زنداں کر دے

۶۹- بالا خانوں پر نہ رہنے دے۔

۷۰- اپنے گھر میں انہیں لباس و زیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔

۷۱- جب کفو ملے تو نکاح میں دیر نہ کرے۔

۷۲- زنہار کسی فاسق، فاجر خصوصاً بد مذہب کے نکاح میں نہ دے۔

Marfat.com

انٹرویو

ہمارے معاشرے میں بگاڑ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ والدین اپنی اولاد کے حقوق پورے نہیں کرتے ان کی رائے کو دبا دیا جاتا ہے جس کے نتائج میں بچے گھروں سے بھاگ جاتے ہیں یا خودکشی کرنے پر اتر آتے ہیں۔

چونکہ اولاد کا سب سے قریبی تعلق والدین سے ہوتا ہے اور والدین ہی اچھے طریقے سے اولاد کی تعلیم و تربیت کر سکتے ہیں اور یہ والدین کا فرض اور اولاد کا حق ہے۔ والدین کا اپنی اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت نہ کرنے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں غربت اور تعلیم کی کمی نمایاں ہیں۔

گھر سے بھاگے ہوئے بچے ہی چور ڈاکو بنتے ہیں اور معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔ اس حوالے سے چند لوگوں کے انٹرویوز پیش خدمت ہیں۔

ڈاکو

س: آپ ڈاکو کیسے بنے؟

ج: ساتھیوں سے ملا اور بن گیا۔

س: ساتھیوں سے کیسے ملے؟

ج: گھر سے بھاگ کر۔

س: گھر سے کیوں بھاگے؟

ج: میرے ابو مجھے بہت مارتے تھے۔

Marfat.com

س: تیرے ابو تجھے کیوں اور کس وجہ سے مارتے تھے؟

ج: شرارتوں کی وجہ سے۔

س: کیا آپ نے تعلیم حاصل کی؟

ج: نہیں۔ والدین نے سکول بھیجا ہی نہیں۔

س: پیغام کیا دینا چاہو گے؟

ج: والدین بچوں پر سختی نہ کریں اور انہیں تعلیم ضرور دلوائیں۔

کورٹ میرج کرنے والا جوڑا

س: آپ نے یہ قدم کیوں اٹھایا؟

ج: والدین کو بہت منایا مجبوراً ہمیں یہ قدم اٹھانا پڑا۔

س: کیا اس تمہارے عمل کی وجہ سے والدین کی عزت پر حرف نہیں آیا؟

ج: ان کی عزت پر تو حرف آیا ہے لیکن ہم یہ نہیں چاہتے تھے۔ بس انہوں نے خود ایسے حالات پیدا کیے ہیں اور یہ پسند کا حق تو ہمیں شریعت نے بھی دے رکھا ہے۔

س: آپ کیا سمجھتے ہیں کیا اس عمل سے آپ نے والدین کی نافرمانی نہیں کی؟

ج: والدین کی فرمانبرداری کرنا ہمارا فرض تھا۔ جب انہوں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا تو ہم نے بھی نہیں کیا۔

س: والدین کی فرمانبرداری کرنا اور ان سے بھلائی کرنا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ج: اولاد کے حقوق پورے کرنا بھی تو اللہ تعالیٰ کا ہی فرمان ہے۔

س: پیغام کیا دینا چاہتے ہیں؟

ج: والدین کو چاہیے کہ اولاد کی مرضی کا بھی خیال رکھیں۔

Marfat.com

طوائف

س: یہاں کیسے پہنچی ہو؟

ج: بوس (Boss) مجھے لے کر آیا تھا۔

س: Boss سے کہاں ملاقات ہوئی؟

ج: میں گھر سے بھاگ کر ایک ہوٹل میں آئی تو ......

س: گھر سے بھاگی کیوں؟

ج: چونکہ میرے ابو نے مجھے 60 ہزار میں بیچ دیا تھا اور میرا شوہر مجھ پر بہت ظلم کرتا تھا۔

گھر سے بھاگا ہوا بچہ

س: آپ گھر سے کیوں بھاگے؟

ج: والدین کہتے تھے کہ کما کر لاؤ، خود بھی کھاؤ اور ہمیں بھی کھلاؤ لیکن میں پڑھنا چاہتا ہوں۔

س: تو اس میں بھاگنے والی کیا بات ہے؟

ج: امی نے خود کہا تھا کہ کام نہیں کرتے تو گھر سے نکل جاؤ۔

س: کیا گھر والے آپ کو سکول نہیں بھیجتے تھے؟

ج: بھیجتے تھے لیکن یونیفارم اور کتابیں مکمل نہیں لے کر دیتے اور جیب خرچ بھی نہیں دیتے، جب میں مانگتا تھا تو مار پڑتی تھی۔

س: تو اب آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟

ج: مہربانی کر کے مجھے کسی مدرسے میں چھوڑ دیں تاکہ میں تعلیم حاصل کر سکوں۔

Marfat.com

کتابیات Biblogrophy

ناشر	نام کتاب	مصنف	نمبر
	القرآن الحکیم		1.
المکتب السلامی بیروت	المسند	احمد بن حنبل	2.
داراحیاء التراث العربی بیروت	المعجم الاوسط	انیس، ڈاکٹر، ابراہیم	3.
اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور۔	مفردات القرآن	اصفہانی، امام راغب	4.
دار البشائر الاسلامیہ، بیروت	الادب المفرد	بخاری، ابوعبداللہ محمد	5.
دار الکتب العلمیہ	التاریخ الکبیر	بخاری، ابوعبداللہ محمد	6.
دار القلم بیروت + دمشق	الصحیح	بخاری، ابوعبداللہ محمد	7.
دار الکتب العلمیہ بیروت	دلائل النبوۃ	بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین	8.
دار الکتب العلمیہ بیروت	السنن الصغیر	بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین	9.
مکتبہ دار الباز، مکہ مکرمہ	السنن الکبریٰ	بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین	10.
دار الکتب العلمیہ بیروت	شعب الایمان	بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین	11.
دار الغرب الاسلامی بیروت	الجامع الصحیح	ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ	12.
موسسہ نادر بیروت	المسند	ابن جعد، علی بن جعد	13.
دار الکتب العلمیہ بیروت	المستدرک علی الصحیحین	حاکم، ابوعبداللہ محمد	14.
دار الباز للنشر والتوزیع مکہ	المستدرک علی الصحیحین	حاکم، ابوعبداللہ محمد	15.
دار الفکر بیروت	الثقات	ابن حبان، ابوحاتم محمد	16.

Marfat.com

17.	ابن حیان، ابو حاتم محمد	الصحیح	موسسہ الرسالہ بیروت
18.	ابن حیان، ابو حاتم محمد	طبقات المحدثین باصبہان	موسسہ الرسالہ بیروت
19.	حسینی ابراہیم بن محمد	البیان والتعریف	دار الکتاب العربی بیروت
20.	حصکفی	در المختار	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
21.	حصکفی	در المختار	دار الفکر بیروت
22.	حسین بن محمد الدامغانی	قاموس القرآن	دار العلم للملایین بیروت
23.	ابن خیاط، ابو عمر خلیفہ	الطبقات	دار طیبہ ریاض سعودی عرب
24.	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	کتاب المراسیل	موسسہ الرسالہ، بیروت
25.	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	کتاب المراسیل	مکتبہ العلمیہ لاہور
26.	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	السنن	دار الفکر بیروت
27.	دارمی، ابو محمد عبداللہ	السنن	دار الکتاب العربی بیروت
28.	دیلمی، ابو شجاع شیرویہ	الفردوس بماثور الخطاب	دار الکتب العلمیہ بیروت
29.	رویانی، ابو بکر محمد	المسند	موسسہ قرطبہ قاہرہ، مصر
30.	رازی	تفسیر کبیر	دار احیاء التراث العربی بیروت
31.	شامی، محمد بن محمد امین	رد المحتار علی در المختار	مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ، پاکستان
32.	شوکانی، محمد بن علی	ارشاد الفحول	دار الفکر بیروت
33.	شوکانی، محمد بن علی	فتح القدیر	مصطفی البابی الحلبی واولادہ، مصر
34.	شوکانی، محمد بن علی	نیل الاوطار	دار الفکر بیروت
35.	شہاب، ابو عبداللہ محمد	المسند	موسسہ الرسالہ بیروت
36.	شیبانی، ابو بکر احمد	الاحاد والمثانی	دار الرایہ ریاض، سعودی عرب
37.	شیبانی، ابو بکر احمد	الزھد	دار الریان للتراث قاہرہ، مصر
38.	شیبانی، ابو بکر احمد	الحجۃ	عالم الکتب، بیروت
39.	شیبانی، ابو بکر احمد	الحجۃ	دار المعارف نعمانیہ لاہور

Marfat.com

40.	شیبانی، ابو بکر احمد	المبسوط	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
41.	ابن ابی شیبہ، ابو بکر	المصنف	مکتبۃ الرشد ریاض، سعودی عرب
42.	صالح، ڈاکٹر محمد بن احمد	الطفل فی الشریعۃ الاسلامیہ	مطبعہ نہضہ قاہرہ، مصر
43.	طبرانی سلیمان بن احمد	مسند الشامیین	موسسہ الرسالہ، بیروت
44.	طبرانی سلیمان بن احمد	المعجم الاوسط	مکتبۃ المعارف ریاض، سعودی عرب
45.	طبرانی سلیمان بن احمد	المعجم الصغیر	دار الفکر بیروت
46.	طبرانی سلیمان بن احمد	المعجم الکبیر	مطبعۃ الزہراء الحدیثہ موصل، عراق
47.	طبرانی سلیمان بن احمد	المعجم الکبیر	مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ، مصر
48.	طاہر القادری، ڈاکٹر محمد	الحقوق الانسانیہ فی السلام	منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور
49	عبدالقیوم خان ہزاروی	منہاج الفتاویٰ	منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور
50.	عبد بن حمید، ابو محمد	المسند	مکتبۃ السنہ قاہرہ، مصر
51.	عسقلانی، احمد بن علی	الاصابہ فی تمیز الصاحبہ	دار الجیل، بیروت
52.	عسقلانی، احمد بن علی	تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری	دار عمان' اُردن
53.	عسقلانی، احمد بن علی	تلخیص الحبیر	مدینہ منورہ، سعودی عرب
54.	عسقلانی، احمد بن علی	تھذیب التھذیب	دار الفکر بیروت
55.	عسقلانی، احمد بن علی	الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ	دار المعرفہ بیروت
56.	عسقلانی، احمد بن علی	فتح الباری	دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور
57.	عسقلانی، احمد بن علی	ھدی الساری مقدمہ فتح الباری	دار المعرفہ بیروت
58.	ابو عوانہ، یعقوب	المسند	دار المعرفہ بیروت
59.	غلام محمد پرویز	لغات القرآن	ادارہ طلوع اسلام لاہور
60.	غلام رسول سعیدی	تبیان القرآن	فرید بک سٹال لاہور

Marfat.com

دار الفکر بیروت	المغنی فی فقہ الامام احمد الشیبانی	ابن قدامہ، ابومحمد عبداللہ	61.
المتبعہ السلفیہ لاہور	المقنع	ابن قدامہ، ابومحمد عبداللہ	62.
دار الفکر بیروت	الجامع الاحکام القرآن	القرطبی، محمد بن احمد	63.
دار الکتاب العربی بیروت	بدائع الصنائع	کاسانی، علاؤ الدین	64.
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	بدائع الصنائع	کاسانی، علاؤ الدین	65.
دار العربیہ بیروت	مصباح الزجاجہ	کنانی، احمد بن ابوبکر	66.
ضیا القرآن پبلی کیشنز لاہور	ضیا القرآن	کرم شاہ الازہری	67.
دار المشرق بیروت	المنجد (عربی)	لویس معلوف الیسوعی	68.
دار صادر بیروت	المدونہ الکبری	مالک، انس بن مالک	69.
دار الفکر للطباعہ والنشر والتوزیع بیروت	المدونہ الکبری	مالک، انس بن مالک	70.
دار احیاء التراث العربی بیروت	الموطا	مالک، انس بن مالک	71.
دار الکتب العلمیہ بیروت	السنن	ابن ماجہ، محمد بن یزید	72.
دار الکتب العلمیہ بیروت	الاحکام السلطانیہ	ماوردی، ابوحسن علی	73.
دار الکتب العلمیہ بیروت	کتاب الزھد	ابن مبارک، عبداللہ	74.
المکتب الاسلامی بیروت	تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف	مزی، ابوالحجاج یوسف	75.
موسسہ الرسالہ بیروت	تھذیب الکمال	مزی، ابوالحجاج یوسف	76.
دار احیاء التراث العربی بیروت	الصحیح	مسلم، ابوالحسین	77.
دار الکتب العلمیہ بیروت	الفروع	مقدسی، ابوعبداللہ	78.
مکتبۃ النھضۃ الحدیثۃ مکہ مکرمہ	الاحادیث المختارہ	مقدسی، محمد بن عبدالواحد	79.
دار احیاء التراث العربی بیروت	قاموس المحیط	محمد بن یعقوب	80.
مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ ایران	لسان العرب	ابن منظور	81.
مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت	الجوزی زاد المسیر	محمد جوزی حنبلی	82.
دار الکتب العلمیہ بیروت	السنن	نسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد	83.

Marfat.com

84.	نسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد	السنن الکبری	دار الکتب العلمیہ بیروت
85.	نذیر محمد	المنجد (اردو)	خزینہ علم وادب لاہور
86.	وحید الزماں، مولانا	قاموس الجدید	ادارہ اسلامیات لاہور
87.	وھبہ الزحیلی	الفقہ الاسلامی وادلہ	دار الفکر بیروت
88.	ولی الدین تبریزی	مشکوٰۃ	قدیمی کتب خانہ کراچی
89.	ہیثمی، نورالدین	مجمع الزوائد	دار الریان للتراث بیروت
90.	ہیثمی، نورالدین	موارد الظمان	دار الکتب العلمیہ
91.	ابویعلیٰ، احمد بن علی	المسند	دار المامون للتراث دمشق، شام
92.	ابویعلیٰ، احمد بن علی	المعجم	ادارۃ العلوم والاثریہ فیصل آباد، پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

گائیڈ بک

عرفان القرآن کورس

قرآن مجید کے عرفان کو پانے کے لیے جدید
اور سائنٹیفک طریقہ تدریس پر مشتمل کتاب

امتیازی خصوصیات

- تجوید
- قرآنی گرائمر
- تفسیر
- لفظی و بامحاورہ ترجمہ

7608
54

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز 11 داتا گنج بخش روڈ، لاہور
042-37313885, 37070063 E-mail: nooriarizvia@hotmail.com

Marfat.com